إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ — عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

خطبہ نمبر

رجسٹرڈ ایل ۱۵۱۵

روزنامہ الفضل قادیان

ایڈیٹر:- غلام نبی

The DAILY ALFAZL QADIAN.

قیمت ایک آنہ

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ... — قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ...

جلد ۲۴ | مورخہ ۹ رجب ۱۳۵۵ھ | یوم شنبہ | مطابق ۲۶ ستمبر ۱۹۳۶ء | نمبر ۷۵

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۴ ستمبر۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰے کے متعلق آج چھ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی کھانسی اور کان کی تکلیف کی شکایت ابھی رفع نہیں ہوئی۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

سیدہ ام طاہر احمد حرم ثانی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالٰے بنصرہ کو اعصابی درد کی بہت تکلیف ہے۔ صاحبزادہ طاہر احمد کو ابھی بخار رہتا ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔ صاحبزادہ حفیظ احمد کا بخار خدا تعالٰے کے فضل سے اتر گیا ہے۔ الحمد للہ۔

آج ۸ بجے صبح نیشنل لیگ والنٹیئر کور نے قریباً چار سو کی تعداد میں باوردی جامعہ احمدیہ کی وسیع گراؤنڈ میں مجموعی پریڈ کی۔ اور صدر نیشنل لیگ قادیان نے ان کو ناموس احمدیت کے لئے ہر قربانی کرنے کی تلقین کی۔

آج ۹ بجے صبح مقامی لجنہ اماء اللہ کا ماہانہ جلسہ ہوا جس میں مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے تقریر کی بعض خواتین نے بھی مضامین پڑھے۔

بعد نماز مغرب چودھری بشیر احمد صاحب بی اے منیجر محمود آباد سٹیٹ سندھ کے ولیمہ کی دعوت ہوئی۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالٰے کا قرب اور اسکی محبت بڑی دولت ہے

"ہمیں یہ بہت خیال رہتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو۔ ہماری جماعت صرف خشک استخوان کی طرح ہو۔ بعض آدمی خط لکھتے ہیں۔ تو ان سے مجھے بُو آجاتی ہے۔ شروع خط میں تو وہ بڑی لمبی چوڑی باتیں لکھتے ہیں۔ کہ ہمارے لئے دعا کرو کہ ہم اولیاء اللہ بنجائیں۔ اور ایسے اور ویسے ہو جائیں۔ اور آخیر پر جاکر لکھ دیتے ہیں کہ فلاں ایک مقدمہ ہے۔ اس کے لئے ضرور دعا کریں۔ کہ فتح نصیب ہو۔ اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ اصل میں جو ایک مقدمہ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے خط لکھا گیا تھا۔ خدا کی رضامندی مدنظر نہ تھی۔ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ خدا تعالٰے نے دو طرح کی تقسیم کی ہوئی ہے۔ کبھی تو وہ اپنی منوانا چاہتا ہے۔ اور کبھی انسان کی مان لیتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ ہمیشہ انسان کی مرضی کے مطابق ہی کام ہوا کریں۔ اگر ایسا سمجھا جائے۔ کہ خدا کی مرضی ہمیشہ انسان کے ارادوں کے موافق ہو تو پھر امتحان کوئی نہ رہا۔ کون چاہتا ہے۔ کہ آرام عیش و عشرت سے اور ہر طرح کے سکھ سے دکھ میں مبتلا ہو جاؤں۔ جس کے تین چار بیٹے ہوں وہ کب چاہتا ہے کہ یہ مر جائیں۔ اور کون چاہتا ہے۔ کہ میری تمام خوشیاں دکھوں اور مصیبتوں سے تبدیل ہو جائیں۔ غرض خدا نے امتحان کو انسان کی ترقی کے لئے اور اس کی بدگوہری ظاہر کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ بہت لوگ امتحان کے وقت طرح طرح کی باتیں بنانے لگ جاتے ہیں۔ اور طرح طرح کے باطل توہمات اور وساوس انہیں اٹھا کرتے ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے۔ کہ فی قلوبھم مرض فزادھم اللّٰہ مرضا۔ ولھم عذاب الیم بما کانوا

عدالت عالیہ لاہور نے مجسٹریٹ علاقہ بٹالہ کا حکم ریتی چھلہ

کے متعلق

خلافِ قانون قرار دیکر منسوخ کر دیا!

ریتی چھلہ کا وہ قطعہ جس کے ارد گرد صدر انجمن احمدیہ نے چار دیواری بنائی ہوئی ہے اس میں ۱۳ر جنوری کو دو احراری سرخپوشوں نے جبراً داخل ہونا چاہا۔ اور جب صدر انجمن احمدیہ کے پہرہ داروں نے ان کو روکا۔ تو مقامی پولیس نے صدر انجمن احمدیہ کے آدمیوں اور احراریوں کو پکڑ کر مجسٹریٹ علاقہ کے سامنے پیش کر دیا جو قادیان میں آئے ہوئے تھے۔ مجسٹریٹ علاقہ نے ایک طرف تو فریقین کے گرفتار شدہ آدمیوں کو ضمانت داخل کرنے کا حکم دیا۔ اور دوسری طرف زیر دفعہ ۱۴۲ ضابطہ فوجداری مختار صدر انجمن احمدیہ کو یہ نوٹس دے دیا کہ اس احاطہ کے وہ دروازے جو تاروں سے بند ہیں۔ عام لوگوں کے گذرنے کے لئے فوراً کھول دیئے جائیں۔ اور جو اینٹوں سے بند ہیں۔ وہ ایک ہفتہ کے اندر اندر کھول دیئے جائیں

اس کے متعلق یکم فروری کو مجسٹریٹ علاقہ کی عدالت میں یہ درخواست دی گئی کہ کل عدالت نے زیر دفعہ ۱۴۲ جو حکم دیا ہے۔ وہ چونکہ قانون کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس دفعہ کے ماتحت اس وقت تک کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی۔ جب تک دفعہ الف ۱۴۵ کی کارروائی ختم نہ کر لی جائے۔ اور کہ اس حکم کے خلاف چونکہ ہم نگرانی دائر کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ایک ہفتہ کی میعاد بڑھا دی جائے۔ لیکن عدالت نے یہ درخواست نامنظور کر دی۔ اور اپنا سابقہ حکم بحال رکھا۔

اس کے بعد سیشن جج گورداسپور مسٹر کھوسلہ کی عدالت میں ۷ر فروری کو اس حکم کے خلاف نگرانی کی درخواست دی گئی۔ اور دوسری درخواست علاقہ مجسٹریٹ کے اس حکم کو کہ ایک ہفتہ تک دروازے کھول دیئے جائیں معطل کرنے کے متعلق پیش کی گئی۔ ۷ر فروری کو سیشن جج نے اس حکم کو تو معطل کر دیا۔ لیکن اصل حکم کی نگرانی کے متعلق کوئی فیصلہ نہ کیا۔ آخر ۱۱ر مارچ کو یہ حکم سنایا کہ میں اس مقدمہ کو سننا نہیں چاہتا۔ اسے کونسا جج سنیگا۔ کب سنیگا۔ اور کہاں سنیگا۔ اس کی اطلاع بعد میں دیدی جائیگی۔

بعد میں یہ اطلاع موصول ہوئی کہ سیشن جج صاحب امرتسر اس کی سماعت کرینگے چنانچہ ۲۶ مئی کو انہوں نے سماعت کی۔ اور درخواست نگرانی نامنظور کرتے ہوئے مجسٹریٹ صاحب بٹالہ کا فیصلہ بحال رکھا۔ اس کے خلاف عدالت عالیہ لاہور میں درخواست نگرانی دی گئی۔ ۶ر جولائی کو اس کی پہلی سماعت ہوئی۔ اور آج حسب ذیل تار موصول ہوا ہے

"لاہور ۲۴ر ستمبر۔ آج آنریبل مسٹر جسٹس دین محمد صاحب جج ہائیکورٹ کی عدالت میں ریتی چھلہ کے مقدمہ کی سماعت ہوئی۔ جناب شیخ بشیر احمد صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ایڈووکیٹ صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے۔ اور اسسٹنٹ لیگل ریممبرنسر سرکار کی طرف سے پیش ہوئے۔

ہز لارڈ شپ نے فریقین کے دلائل سُنکر یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ دفعہ ۱۴۲ ضابطہ فوجداری کے ماتحت جو حکم جاری کیا گیا۔ وہ خلافِ قانون ہے۔ اور آپ نے اُسے منسوخ کر دیا۔" الحمدللہ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کو

احرار کے مقدمات میں کسی عدالت نے بلانا منظور نہ کیا

احرار نے مولوی عطاء اللہ کے مقدمہ میں جماعت احمدیہ کے خلاف جو کھیل کھیلا تھا وہی کھیل انہوں نے ان مقدمات میں بھی کھیلنے کی کوشش کی۔ جو مختلف مقامات میں انکے بعض فتنہ پرداز افراد پر حکومت نے چلائے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر جگہ انہیں ناکامی و نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔ امرتسر میں چند احرار کے خلاف جو مقدمہ زیر دفعہ ۲۹۷ اس وجہ سے چل رہا ہے۔ کہ انہوں نے ایک احمدی بچہ کی میت کو قبرستان میں دفن کرنے میں مزاحمت کر کے اس کی بے حرمتی کی۔ اس میں ملزموں کی طرف سے ایک طویل فہرست گواہان صفائی کی داخل کی گئی۔ اور کوشش کی گئی۔ کہ جماعت احمدیہ کے کئی ایک سرکردہ اصحاب کے علاوہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو بھی طلب کرائیں۔ سنا گیا ہے کہ عدالت نے باہر سے گواہوں کو اس شرط پر بلانا منظور کر لیا۔ کہ ملزمان ان کا خرچ ادا کریں۔ چونکہ فہرست میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا نام صرف "بشیر الدین" لکھا تھا۔ اس لئے یہ سمجھا گیا۔ کہ اس سے حضور مراد ہیں۔ لیکن سُنا گیا ہے۔ جب عدالت کو معلوم ہوا۔ کہ اس نام سے مراد جماعت احمدیہ کے امیر المومنین ہیں۔ تو اس نے حضور کے متعلق اپنی منظوری کو منسوخ کر دیا

قبل ازیں لائلپور میں ماسٹر عنایت اللہ احراری نے اور گورداسپور میں فیض الحسن آلو مہاری نے بھی حضور کو عدالت میں طلب کرنے کی کوشش کی۔ مگر عدالت نے اسے غیر ضروری اور محض تکلیف دینے کا ذریعہ سمجھکر انکار کر دیا۔ آلو مہاری نے سیشن جج صاحب کے پاس اس کی نگرانی کرائی۔ مگر وہ بھی نامنظور ہوئی۔

مقامی پولیس کو احرار کی فتنہ آرائی کے متعلق اطلاع

جنرل سیکرٹری نیشنل لیگ قادیان نے حسب ذیل تحریری اطلاع مقامی پولیس کو دی۔

ہم نے سنا ہے۔ کہ مشہور بدگو احراری لیڈر پرسوں قادیان میں آ رہا ہے۔ اور اس موقعہ پر وہ تقریر بھی کریگا۔ عطاء اللہ مذکور کا گذشتہ ریکارڈ نہایت تاریک ہے۔ اور وہ مشہور مفسدہ پرداز ہے۔ قادیان میں وہ یقیناً مفسدانہ ارادوں سے آ رہا ہے۔ ہمیں اندیشہ ہے۔ کہ وہ ہمارے متاع حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے سلسلہ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دیگر شعائر کی توہین نہ کرے۔ اور دل آزار طریق سے ہمارے جذبات کو مجروح نہ کرے۔ اس لئے میں بطور اطلاع آپ کو لکھ رہا ہوں۔ کہ آپ اس بارے میں مناسب تدابیر اختیار کریں۔

ہم جلسہ میں شریک ہونگے۔ اور اگر دل آزار طریق اختیار کیا گیا۔ تو ذمہ دار افسران کی توجہ اس طرف منعطف کرائینگے۔ اور اگر عطاء اللہ مذکور یا اس کے کسی ساتھی نے جماعت احمدیہ کو چیلنج دیا۔ تو اس کو بر سر اجلاس قبول کر لیا جائے گا۔ اگر آپ مناسب خیال کریں۔ تو ہمیں بھی اطلاع دیں۔ کہ آپ اس موقعہ پر کیا تدابیر اختیار کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۹ رجب ۱۳۵۵ھ

خطبہ جمعہ

مومن کو امر الٰہی کے حصول کیلئے ہر وقت اور ہر قربانی کیلئے تیار رہنا چاہیئے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۶ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

گو پچھلے جمعہ کا خطبہ پڑھنے کی وجہ سے میری طبیعت زیادہ خراب ہو گئی۔ لیکن آج بھی میں نے یہی فیصلہ کیا۔ کہ خطبہ خود ہی پڑھوں خواہ وہ کتنا ہی مختصر کیوں نہ ہو۔

میں نے پچھلے خطبہ میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ الٰہی جماعتیں

قربانی کے ساتھ ترقی

کیا کرتی ہیں۔ اور تعداد اپنی ذات میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ چنانچہ قرآن کریم میں بھی ہمیں توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ:۔ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ یعنی بہت سی چھوٹی جماعتیں ہوتی ہیں۔ جو بڑی جماعتوں پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے غالب آجاتی ہیں۔

پس معلوم ہوا۔ کہ

تعداد اپنی ذات میں کوئی چیز نہیں

بلکہ اصل چیز امر اللہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کا امر حاصل ہو جائے۔ وہ جیت جاتی ہے اور جس کے خلاف اللہ تعالیٰ کا امر نازل ہو جائے۔ وہ ہار جاتی ہے۔ پس ہمیں اتنی کوشش اپنی

فتح اور کامیابی

کی غرض سے جماعت کو بڑھانے کی نہیں کرنی چاہیئے۔ جتنی کوشش کہ فتح و کامیابی کے واسطے امر الٰہی حاصل کرنے کے لئے کرنی چاہیئے۔

میں نے اس فقرہ میں

ایک شرط

لگائی ہے۔ جو معمولی نہیں۔ بلکہ نہایت ضروری ہے۔ میں نے کہا ہے۔ کہ فتح و کامیابی کی غرض سے ہمیں اپنی تعداد بڑھانے کی اتنی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں۔ کہ ہمیں

اپنی تعداد بڑھانے کی کوشش

ہی نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ تعداد بڑھاتے وقت ہماری غرض یہ نہیں ہونی چاہیئے۔ کہ ہمیں فتح و کامیابی حاصل ہو۔ بلکہ جماعت بڑھانے کی غرض یہ ہونی چاہیئے۔ کہ اس طرح صداقت پھیلتی ہے۔ اور

خدا تعالیٰ کا نام

قائم ہوتا ہے۔

دنیا میں لوگ جتھے اس لئے بناتے ہیں۔ کہ مضبوط ہو جائیں۔ اور اپنی تعداد میں اضافہ کرتے ہیں۔ کہ تا غالب آجائیں مگر اسلام تبلیغ کا حکم ہمیں اس لئے نہیں دیتا۔ کہ ہم زیادہ ہو جائیں۔ کیونکہ وہ ہمیں سکھاتا ہے۔ کہ ہمارا توکل خدا پر ہو۔ کسی بندہ پر نہ ہو۔

پس

مومن اور غیر مومن

دونوں تبلیغ کرتے ہیں۔ مگر جبکہ غیر مومن اپنی تعداد بڑھانے کے لئے تبلیغ کرتا ہے۔ مومن صرف اپنے گمراہ بھائی کو ہدایت دینے کے لئے تبلیغ کرتا ہے۔ اور اس لئے تبلیغ نہیں کرتا۔ کہ کوئی شخص اس کے ساتھ شامل ہو کر اس کی طاقت بڑھائے گا۔ پس وہ رحم کرتا ہے۔ اسلامی و غیر اسلامی تبلیغ میں یہی فرق ہے۔

اسلام کی تبلیغ

جذبۂ رحم کے ماتحت دوسرے کو تباہی سے بچانے کے لئے ہوتی ہے۔ اور اپنی طاقت کو بڑھانے کے لئے مومن کی نگاہ بندوں پر نہیں۔ بلکہ خدا پر ہوتی ہے لیکن جب ایک غیر مسلم یا غیر مومن (ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص مسلم ہو۔ مگر مومن نہ ہو) تبلیغ کرتا ہے۔ تو وہ اپنی جان پر رحم کرتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے۔ میں کمزور ہوں۔ دوسرے کو اپنے ساتھ شامل کر کے اس کے ذریعہ اپنی جان بچاؤں۔ مگر اس کے برعکس مومن۔ اور مسلم دوسرے پر رحم کرتا ہے۔ اور سمجھتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر فضل کر کے مجھے نجات دی ہے۔ اس لئے مجھے چاہیئے۔ کہ دوسرے کو بھی گڑھے سے بچاؤں۔

مومن کی تبلیغ

جتھہ بندی کے لئے نہیں۔ بلکہ ہدایت کے لئے ہوتی ہے۔

پس جب میں کہتا ہوں۔ کہ فتح و کامیابی کے لئے تعداد بڑھانے کی کوشش نہ کرو۔ تو میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ تعداد بڑھانے کی کوشش ہی نہ کرو بلکہ یہ مطلب ہے۔ کہ اس غرض کو مدنظر رکھ کر نہ کرو۔ تعداد بڑھانے کی کوشش ضرور کرو۔ مگر اس غرض سے کہ

خدا تعالیٰ کا نام روشن

ہو۔ بھولے بھٹکے بندے راہ راست پر آجائیں۔ غلبہ اور فتح و کامیابی کی بنیاد اس امر پر ہونی چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا امر حاصل ہو۔

اور جب اللہ تعالےٰ کا امر حاصل ہو جائے تو بڑے لوگ کیا کر سکتے ہیں۔ پرانے زمانہ میں تلواروں کا رواج تھا۔ اور لوگ اچھی اچھی تلواریں جمع کرتے تھے۔ اور جن کے پاس زیادہ اچھی تلواریں ہوتی تھیں۔ لوگ ان سے ڈرتے تھے۔ پھر تیر نکلے۔ تو جن کے پاس اچھے تیر کمانیں ہوں۔ وہ جیت جاتے تھے۔ پھر ڈھالیں نکلیں۔ تو جن کے پاس صرف تیر کمان تھے۔ وہ کمزور ہو گئے۔ جب سکندر نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ تو اسے زیادہ تر اسی وجہ سے فتح حاصل ہو گئی۔ کہ اس کے پاس اعلےٰ قسم کی ڈھالیں تھیں وہ صرف چند ہزار آدمیوں کے ساتھ آیا تھا اس کی فوج کی تعداد بعض حملوں میں چار سے بارہ ہزار تک بیان کی جاتی ہے۔ مگر اس نے اسی سے ایران اور ہندوستان کی بڑی بڑی تعداد رکھنے والی فوجوں کا مقابلہ کیا۔ اور ان کو شکست دی۔ ڈھالوں کے بعد منجنیقیں نکلیں۔ اور ان کے ذریعہ دور دور پتھر پھینکے جانے لگے۔ اس کے بعد بارود نکلا۔ پھر رائفلیں اور توپیں ایجاد ہوئیں۔ اور اب گیس پھینکنے والے بم اور ہوائی جہاز ایجاد ہوئے ہیں۔ اور ایک ایک ہوائی جہاز سینکڑوں گاؤں تباہ کر سکتا ہے۔ ایسے ایسے زہریلے بم ایجاد ہوئے ہیں۔ کہ ایک بم سے بارہ میل کے رقبہ کو تباہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ بم ہوائی جہازوں سے پھینکے جاتے ہیں۔ اور نیچے کے لوگ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ تو اب دُنیا میں تعداد کوئی چیز نہیں۔ بلکہ طاقت کے دوسرے ذرائع ہیں۔ پھر کیا ایک مومن کے لئے یہ شرم کی بات نہیں کہ دوسرے لوگ جو غیر مومن ہیں۔ وہ تو تعداد کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتے۔ بلکہ طاقت کے لئے تعداد کے مقابلہ میں ہوائی جہازوں بموں اور توپوں پر انحصار رکھتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ خواہ دشمن کتنی زیادہ تعداد میں کیوں نہ ہو۔ ہم اسے زیر کر لینگے اور ایک مومن سمجھے کہ

خدا تعالےٰ کی طاقت

ہوائی جہاز جتنی بھی نہیں۔ توپ اور بم جتنی بھی نہیں۔ ایک اکیلا انسان ایک جہاز سے بم پھینک کر بارہ میل علاقہ کا جس کی آبادی اوسط آبادی کے لحاظ سے تین ہزار بنتی ہے۔ مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ لیکن ایک مومن کا اتنا ایمان بھی نہ ہو۔ کہ اس کے خدا کی ہوائی جہاز کے برابر بھی طاقت ہے۔ پس جو سچے مومن ہیں۔ وہ جیتنے کے لئے تعداد کا کبھی خیال بھی نہیں کرتے۔ وہ اگر غلطی کرتے رہے ہیں۔ تو یہ کہ تھوڑی تعداد کے ساتھ بہتوں پر حملہ کر دیا۔ ایسی مثالیں اسلامی تاریخ میں کثرت سے ملتی ہیں۔ کہ پچاس ساٹھ یا سو آدمیوں نے ساری فوج پر حملہ کر دیا۔ مگر ایسی کوئی مثال نہیں۔ کہ دشمن کی زیادہ فوج پر مسلمانوں نے حملہ مزید کمک کے آنے پر ملتوی کر دیا ہو۔ پچاس اور ساٹھ مسلمانوں نے پچاس پچاس اور ساٹھ ساٹھ ہزار کفار پر حملہ کر دیا۔ اور مارے گئے۔ مگر ڈر کر پیچھے نہیں ہٹے۔ کیونکہ انہیں یقین تھا۔ کہ

خدا تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے۔

اور قرآن شریف بھی ہمیں یہی بتاتا ہے۔ کہ کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله۔ بہت ہی تھوڑی جماعتیں تم سے پہلے گذری ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے امر کے حاصل ہونے کی وجہ سے بڑی بڑی جماعتوں پر غالب آگئیں۔ پس ہمیں اس لئے اپنی تعداد بڑھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کہ ہم جیت جائیں۔ بلکہ ہم اس بات کے خواہشمند ہیں۔ کہ

لوگ تباہی اور بربادی سے بچ جائیں

فتح حاصل کرنے کے لئے ہمیں صرف اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا فضل حاصل کریں۔ جو سچی قربانی سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ دائم رہنے والی اور الحی القیوم ہستی ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے۔ اور ہمیشہ رہے گا۔ اور وہ اسی کو اپنے قریب لاتا ہے۔ جو اس بات پر یقین رکھے۔ کہ خدا تعالےٰ زندہ کرنے والا ہے زہر کے متعلق اگر یہ یقین کامل ہو۔ کہ وہ اچھا تریاک ہے۔ اور یہ ممکن نہیں۔ کہ وہ کسی کو ڈوبنے دے۔ تو اس کے موجود ہوتے ہوئے کوئی شخص

خطرناک سمندر میں

کود پڑنے سے بھی نہیں ڈرے گا۔ اسی طرح جس کو خدا تعالےٰ پر یہ یقین ہو۔ کہ وہ الحیی ہے۔ اور زندہ کرنے والا ہے۔ وہ ہر موت قبول کرنے کے لئے تیار ہو گا۔ پس جب تک کوئی اللہ تعالےٰ کی صفت الحی القیوم پر یقین نہیں رکھتا جس کی علامت یہ ہے۔ کہ وہ ہر موت کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں رہتا۔ اس وقت تک اللہ تعالےٰ بھی اس کے ایمان کو قبول نہیں کرتا۔ جس شخص کو یقین ہو۔ کہ اس نے اتنی مشق کر لی ہے۔ کہ سنکھیا اُسے کوئی نقصان نہیں پہونچائیگا۔ وہ تولہ بھر سنکھیا بھی کھا جائے گا۔ لیکن جسے یہ یقین نہ ہو۔ وہ کبھی ایسی جرأت نہیں کر سکتا۔ پھر بعض لوگوں کو

آگ پر چلنے کی ترکیب

آتی ہے۔ وہ اس سے نہیں ڈرتے لیکن دوسرا کوئی آگ کے نزدیک بھی نہیں جا سکتا۔ اسی طرح جو شخص اللہ تعالےٰ کو الحی القیوم جانتا ہے۔ وہ موت سے نہیں ڈرتا۔

ہندوؤں میں ایک لطیفہ

مشہور ہے۔ مگر ہم اس سے ایک سبق ضرور حاصل کر سکتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ کوئی راجہ تھا۔ جس کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی۔ اس نے علاج وغیرہ بہت کرائے مگر بے سود۔ ہندوؤں میں تین خدا سمجھے جاتے ہیں۔ برہما۔ وشنو۔ اور شیو۔ برہما پیدائش کا خدا سمجھا جاتا ہے۔ وشنو رزق کا اور شیو موت کا خدا۔ اس راجہ نے برہما کی نذر مانی۔ کہ اگر میرے ہاں بیٹا ہو۔ تو میں تیری عبادت کیا کروں گا۔ ہندو برہما کی عبادت نہیں کرتے۔ کیونکہ سمجھتے ہیں۔ کہ اس نے تو صرف پیدا ہی کرنا تھا۔ سو کر دیا۔ اس سے اب کسی نفع نقصان کی کیا امید ہے۔ اب تو روزی دینے والے اور مارنے والے خدا کی عبادت ضروری ہے۔ گویا عبادت میں بھی وہ تجارتی اصول کو مد نظر رکھتے ہیں۔ احسان کے ماتحت خدا کی عبادت نہیں کرتے۔ تو اس راجہ نے برہما کی عبادت کرنے کا وعدہ کیا۔ اور اس کے ہاں لڑکا پیدا ہو گیا۔ جب وہ لڑکا جوان ہوا۔ تو باپ نے کہا۔ کہ اب تک تو میں برہما کی عبادت کرتا رہا ہوں۔ مگر موت چونکہ شیو جی کے ہاتھ ہے۔ اس لئے ہمیں اب اس کی عبادت کرنی چاہیئے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ وہ تجھے مار دے۔ مگر بیٹا اس بات کا سخت مخالف تھا۔ اور اسے احسان فراموشی قرار دیتا تھا۔ یہ اختلاف آپس میں اس قدر بڑھا۔ کہ باپ نے غصہ میں آکر شیو جی سے درخواست کی۔ کہ اس کے بیٹے کو مار دے چنانچہ بیٹا مر گیا۔ برہما کو جب اس کا علم ہوا۔ تو اس نے کہا۔ کہ اچھا یہ ہماری عبادت کی وجہ سے مارا گیا ہے۔ اس نے پھر اسے پیدا کر دیا۔ شیو جی نے پھر مار دیا۔ اور برہما نے پھر پیدا کر دیا۔ اور دونوں میں یہ لڑائی شروع ہو گئی۔ تو یہ یوں تو لطیفہ ہے۔ مگر حقیقت سے خالی نہیں۔ دراصل شیو انسان خود ہوتا ہے۔ اور برہما خدا ہوتا ہے جب انسان اللہ تعالےٰ کے لئے اپنے آپ کو مارتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ اُسے پھر پیدا کر دیتا ہے۔ دیکھو۔ صحابہؓ نے کتنی دفعہ اپنے آپ کو مارا۔ اور کتنی دفعہ خدا تعالےٰ نے ان کو زندہ کیا۔ جب صحابہؓ بدر کے میدان میں لڑنے گئے۔ تو کیا انہوں نے موت قبول نہ کی تھی۔ پھر کیا جنگ اُحد موت نہ تھی۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ منافق کہتے تھے۔ یہ تو صریح موت ہے۔ اگر ہمیں علم ہوتا۔ کہ لڑائی ہے۔ تو ہم ضرور شامل ہوتے۔ پھر کیا احزاب کی جنگ موت نہ تھی۔ منافق جیسے بزدل اس موقعہ پر مسلمانوں کو طعنے دیتے پھرتے تھے۔ کہ پاخانہ پھرنے کے لئے تو جگہ ملتی نہیں اور

دنیا کو فتح کرنے کے خواب

دیکھ رہے ہیں۔ پھر کیا غزوۂ تبوک موت نہ تھی۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عرب میں بغاوت کی جو آگ پھیلی ہے۔ جبکہ سوائے مکّہ و مدینہ اور ایک اور گاؤں کے سب ملک میں بغاوت ہو گئی تھی۔ کیا اس وقت صحابہؓ نے اپنے لئے موت قبول نہ کی تھی۔ پھر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قیصر سے مقابلہ شروع کیا۔ تو کیا موت نہ تھی۔ عرب کی کل آبادی اتنی بھی نہیں جتنی فلسطین کی۔ مگر مسلمانوں نے مقابلہ ایسے بادشاہ

سے شروع کیا۔ جس کے ماتحت فلسطین تھا۔ شام تھا۔ ایشیائے کوچک۔ مقدونیہ۔ مصر۔ طرابلس۔ آرمینیا۔ اسوریہ کے علاقے بھی تھے گویا اتنی بڑی حکومت سے ٹکر لگائی۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایران سے بھی جنگ شروع کر دی۔ اور اس وقت ایرانی حکومت کے ماتحت افغانستان ہندوستان چین۔ چینی ترکستان اور ایشیائی روس کے علاقے تھے۔ گویا آدھی دنیا پر ایران کی حکومت تھی۔ اور آدھی دنیا پر روم کی۔ اور مسلمان بیک وقت ان دونوں حکومتوں سے لڑ رہے تھے۔ پھر کون کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ موت نہ تھی۔

پس غور کرو۔ کہ صحابہ نے کتنی دفعہ اپنے آپ کو

موت کے منہ میں

ڈالا۔ گویا وہ شہد کی مکھیاں تھیں۔ اور موت ان کے لئے شہد تھا۔ لوگ موت سے بھاگتے پھرتے ہیں۔ مگر صحابہ موت کے اوپر خود گرتے تھے۔ اور خدا ان کو پھر زندہ کر دیتا تھا۔ پس مومن کو امر الٰہی کے حصول کے لئے ہر وقت اور ہر قربانی کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ مگر

قومی قربانی

نظام کے ماتحت ہونی چاہیئے۔ اگرچہ انفرادی قربانی انسان ہر وقت پیش کر سکتا ہے۔

پس میں جماعت کو اس طرف متوجہ کرتا ہوں۔ کہ اس کا توکل انسانوں پر نہیں۔ بلکہ خدا پر ہونا چاہیئے۔ اور ترقی کی بنیاد اسے امر الٰہی پر رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ

جب اللہ تعالےٰ کا امر حاصل ہو جائے جو قربانیوں سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ تو پھر ترقی کے رستہ میں کوئی تعداد روک نہیں بن سکتی اس لئے میں نے

تحریک جدید میں ہر قسم کی قربانیاں

رکھی ہیں۔ مگر مجھے افسوس ہے۔ کہ کئی لوگ کھانے پینے۔ اور لباس کے معاملہ میں اس کی پوری طرح پابندی نہیں کرتے زیورات بنوانے کے معاملہ میں بعض عورتیں اس پر عمل کرنے میں کوتاہی کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جماعت ابھی تک۔ ان قربانیاں کو پیش نہیں کر سکی۔ جن کی ضرورت ہے کیونکہ جب انسان کے پاس ہے ہی کچھ نہیں۔ تو وہ قربانی کیا کرے گا۔ اگر تمہارے جسم کے اندر روح موجود ہے تو تم جان کی قربانی پیش کر سکتے ہو۔ مگر جب روح ہی نہیں۔ تو

جان کی قربانی

کے کیا معنی؟ اسی طرح جو شخص اقتصاد کی مدد سے کچھ رقم پس انداز نہیں کرتا وہ مالی قربانی کس طرح کر سکیگا۔ اور جو شخص جلد جلد کام کرنے کا عادی نہیں۔ وہ وقت کی قربانی کس طرح کر سکتا ہے وقت کی قربانی وہی کر سکتا ہے۔ جو جلد کام کرنے کا عادی ہو۔ جان کی وہی کر سکتا ہے۔ جس کے پاس جان ہو اور مالی قربانی وہی کر سکتا ہے۔ جس نے محنت سے کام کیا ہو۔ اور پھر اقتصاد سے کچھ بچایا بھی ہو۔

پس جب تک

تحریک جدید کے سارے حصوں پر عمل

نہیں ہوتا۔ اور ہر ایک مطالبہ کو مدنظر نہیں رکھا جاتا۔ اس وقت تک ہم ترقی کے میدان میں نہیں اتر سکتے۔

یاد رکھو۔ کہ مونہہ کی قربانی کسی کام کی نہیں۔ قربانی وہی ہے۔ جو حقیقی معنوں میں ہو۔

منہ کی قربانی

کی تو وہی مثال ہے۔ کہ "سو گز وار دوں ایک گز نہ پھاڑوں" اور اس سے اسلام کو۔ یا دین کو قطعاً کوئی فائدہ نہیں پہونچ سکتا۔

ایک وصیت کے نمبر کی تصحیح

۲۲ ستمبر سنہ ۱۹۳۶ء کے پرچہ میں ایک وصیت کا نمبر غلط شائع ہوا ہے نمبر ۱۱-۴ نہیں۔ بلکہ ۴۶۱۱ ہے۔

سکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان

جرمنی کا مختار کل ہٹلر اور جرمن عورتیں

چند سال ہوئے جرمنی کے ڈکٹیٹر ہر ہٹلر نے اس خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے حکم دیا تھا۔ کہ عورتیں دفاتر کی زندگی چھوڑ کر گھروں کی زندگی اختیار کریں۔ چنانچہ اس حکم کے ماتحت بے شمار عورتوں کو واپس گھروں میں بھیج دیا گیا تھا۔ حال ہی میں اس نے عورتوں کو پھر ان کے فرائض کی طرف توجہ دلائی ہے۔ چنانچہ ۱۲ ستمبر کو نازی عورتوں کی جماعت میں تقریر کرتے ہوئے اس نے کہا۔ "ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم فوج میں عورتوں کا کوئی دستہ نہیں رکھیں گے۔ وہ عورت جو بچوں کی اعلےٰ تربیت کرتی ہے وہ گویا نسل کے قیام کی محافظ ہے۔ اور وہ یونیورسٹی کی اعلیٰ تعلیم یافتہ عورت سے بدرجہا بہتر ہے۔" یہ ایک بہت بڑی حقیقت ہے جس کا ہٹلر نے اپنی تقریر میں اظہار کیا عورت کا سب سے بڑا فرض اولاد کی تربیت ہے۔ اور اولاد کی تربیت وہ پوری طرح اسی صورت میں کر سکتی ہے۔ جب کہ گھر کو اپنے فکر و عمل کا مرکز بنائے۔ فی الحقیقت عورت کے لئے تعلیم کے حصول کا مقصد بھی یہی ہے کہ وہ اپنی آئندہ زندگی میں اپنی اولاد کی اعلیٰ رنگ میں تربیت کر سکیں۔ کیونکہ آنے والی نسلوں کا انحصار اولاد کی اعلیٰ تربیت پر ہی ہوا کرتا ہے۔ اسلام نے عورت اور مرد کے کام کو ان کی جسمانی اور ذہنی کیفیات کے لحاظ سے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے عورت کا کام گھر کی رونق کو قائم کرنا اور بچوں کی تربیت ہے اور مرد کا کام سامان معیشت کا مہیا کرنا ہے۔ لیکن اگر عورت اپنے فرائض سے تجاوز کرتی ہوئی ان کاموں کو اختیار کرے جو مردوں کے لئے خدا تعالےٰ نے مقرر کئے ہیں۔ تو معاشرتی زندگی کا تباہ ہونا لازمی ہے۔ پس انسان کی معاشرتی زندگی کے اس پہلو کے متعلق اسلامی تعلیم ہی سب سے بہترین تعلیم ہے۔ اور واقعات اور شواہد ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ مغربی لوگ آہستہ آہستہ اسی تعلیم کی طرف آ رہے ہیں۔ یہ خدا تعالےٰ کی شان ہے۔ اہل مغرب جو ابھی کل تک اندھا دھند اور نہایت سرعت کے ساتھ ان راہوں پر گامزن تھے۔ جو انہیں قوانین قدرت کی خلاف ورزی کی طرف لے جا رہا تھا۔ اب اپنی غلطی کا احساس کرتے ہوئے واپس لوٹ رہے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ اپنے تمدن اور معاشرت کو انہی اصول کی طرف لا رہے ہیں۔ جو دین فطرت نے دنیا کی رہنمائی کے لئے آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے قائم کر رکھے ہیں۔ اگرچہ ابھی ان کے عمل اور اسلامی اصول میں بہت بڑا تفاوت ہے تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ وہ رفتہ رفتہ ان اصول کے تفوق اور برتری کو ذہنی طور پر محسوس کرتے ہوئے دانستہ یا نادانستہ طور پر انہیں اختیار کرنے کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان کہ

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگاہ زندہ وار

حرف بحرف صحیح ثابت ہو رہا ہے۔

یورپ کی بہت سی تمدنی اور معاشرتی عجوبہ کاریوں اور خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے۔ کہ وہاں عورت کو ایسی آزادی حاصل ہے۔ جس کی وجہ سے وہ گھر کو چھوڑ کر اپنے لئے ایک ایسا دائرہ عمل اختیار کر چکی ہے۔ جو اس کی فطرت کے اعتبار سے۔ نیز اس کی جسمانی اور ذہنی کیفیت کے لحاظ سے اس کے لئے بالکل نامناسب اور غیر موزوں ہے وہ گھروں کو ویران کر کے دفتروں۔ ہوٹلوں۔ ریگولر سینماؤں۔ تھیٹروں اور پبلک مقامات کو آباد کر رہی ہے۔ اور اس کا یہ طرز عمل نہایت افسوسناک صورت حالات پر منتج ہو رہا ہے اور مغربی ممالک عورت کی اس بے جا آزادی کے باعث سخت مشکلات سے دوچار ہیں۔ اور یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اہل مغرب کی اہلی زندگیاں تباہ اور ان کی معاشرتی حالت برباد ہو رہی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی پاکیزہ صحبت سے بحالت ایمان مشرف ہونیوالوں کو صحابہؓ کا خطاب

"الفضل" کی اشاعت مورخہ ۹ و ۱۰ ستمبر ۱۹۳۶ء میں اس امر پر بحث کرتے ہوئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں آپ پر ایمان لا کر آپ کی صحبت سے مستفیض ہونے والوں کا کیا نام ہونا چاہیئے۔ کئی حوالجات کی بناء پر یہ امر پایہ ثبوت تک پہنچا دیا گیا ہے۔ کہ ان سعادتمندوں کو جنہیں اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ میں آپ کی شناخت کی توفیق بخشی۔ اور پھر اس امر کی سعادت عطا فرمائی۔ کہ وہ آپ کے پاس بیٹھے۔ آپ کی باتیں اپنے کانوں سے سُنیں۔ اور آپ کی تعلیم کو حرزِ جان بنایا۔ صحابہ مسیح موعودؑ ہی کہا جائیگا۔ نہ کہ رفقاء یا درویش اور خدام وغیرہ۔ ان دو مضامین کی اشاعت کے بعد اگرچہ زیر بحث امر طے شدہ سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے زیر مطالعہ سے چونکہ اور بھی ایسے حوالجات ملے ہیں۔ جن میں صراحتاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان بزرگوں کو صحابہ قرار دیا۔ جو آپ کی زندگی میں آپ پر ایمان لائے۔ اور جنہوں نے آپ سے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ اس لئے وہ حوالجات درج ذیل کئے جاتے ہیں:۔

(۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"صحابہ کی جماعت اتنی ہی نہ سمجھو۔ جو پہلے گذر چکے۔ بلکہ ایک اور گروہ بھی ہے جس کا اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے۔ وہ بھی صحابہ ہی میں داخل ہے۔ جو احمدؐ کے بروز کے ساتھ ہوں گے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ وآخرین منھم لمّا یلحقوا بھم یعنی صحابہ کی جماعت کو اسی قدر نہ سمجھو۔ بلکہ مسیح موعود کے زمانہ کی جماعت بھی صحابہ ہی ہوگی۔ اس آیت کے متعلق مفسروں نے مان لیا ہے۔ کہ یہ مسیح موعود کی جماعت ہے منھم کے لفظ سے پایا جاتا ہے۔ کہ باطنی توجہ اور استفاضہ صحابہ ہی کی طرح ہوگا صحابہ کی تربیت ظاہری طور پر ہوئی تھی۔ مگر ان کو کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ وہ بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کی تربیت کے نیچے ہونگے اس لئے سب علمائنے اس گروہ کا نام صحابہ ہی رکھا ہے۔ جیسے ان صفاتِ اربعہ کا ظہور ان صحابہ میں ہوا تھا۔ ویسے ہی ضروری ہے۔ کہ آخرین منھم لمّا یلحقوا بھم کی مصداق جماعت صحابہ میں بھی ہو۔"

(الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۴)

(۲)

"یہ وقت وہی وقت ہے۔ جس کی پیشگوئی اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ لیظھرہٗ علی الدین کلہ کہکر فرمائی تھی۔ یہ وہی زمانہ ہے۔ جو الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کی شان کو بلند کرنے والا اور تکمیل اشاعت ہدایت کی صورت میں دوبارہ اتمامِ نعمت کا زمانہ ہے۔ اور پھر یہ وہی وقت اور جمعہ ہے۔ جس میں وآخرین منھم لما یلحقوا بھم کی پیشگوئی پوری ہوئی ہے۔ اس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور بروزی رنگ میں ہوا ہے۔ اور ایک جماعت صحابہ کی پھر قائم ہوئی ہے۔" (الحکم ۱۷ مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۶)

(۳)

"میرا مدّعا اور منشاء اس بیان سے یہ ہے۔ کہ جب خدا تعالےٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ اور اس کی تائید میں صدہا نشان اس نے ظاہر کئے ہیں۔ اس سے اس کی غرض یہ ہے۔ کہ یہ جماعت صحابہ کی جماعت ہو۔ اور پھر خیر القرون کا زمانہ آ جائے۔"

(الحکم ۱۷ اگست ۱۹۰۲ء صفحہ ۵)

(۴)

"اب اللہ تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے۔ کہ ایک اور گروہ کثیر کو پیدا کرے جو صحابہ کا گروہ کہلائے مگر چونکہ خدا تعالےٰ کا قانونِ قدرت یہی ہے کہ اس کے قائم کردہ سلسلہ میں تدریجی ترقی ہوا کرتی ہے۔ اس لئے ہماری جماعت کی ترقی بھی تدریجی اور کزرع ہوگی۔"

(الحکم ۱۷ اگست ۱۹۰۲ء صفحہ ۵)

(۵)

"آخرین منھم کہکر جو خدا تعالیٰ اس جماعت کو صحابہ سے ملاتا ہے تو صحابہ کا سا اخلاص اور وفاداری اور ارادت ان میں بھی ہونی چاہیئے۔" (الحکم ۱۰ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۳)

(۶)

"نواب صدیق حسن خان نے بھی اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ آخرین منھم سے وہ لوگ مراد ہیں۔ جو مہدی کے ساتھ ہوں گے۔ اور وہ لوگ قائم مقام صحابہ کے ہوں گے اور ان کا امام یعنی مہدی قائم مقام حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہوگا۔" (الحکم ۲۴ جولائی ۱۹۰۱ء صفحہ ۷)

(۷)

"قرآن شریف میں ہماری جماعت کی نسبت لکھا ہے۔ وآخرین منھم لمّا یلحقوا بھم۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ صحابہ میں سے ایک اور گروہ بھی ہے۔ مگر ابھی وہ ان سے ملے نہیں ان کے اخلاق عادات صدق اور اخلاص صحابہ کی طرح ہوگا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جس نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ اس نے پہلے ازل سے ہی آدمی رکھے ہیں۔ جو کہ پکی صحابہ کے رنگ میں رنگین اور انہی کے نمونہ پر چلنے والے ہوں گے۔ اور خدا کی راہ میں ہر طرح کے مصائب کو برداشت کرنے والے ہوں گے۔"

(الحکم ۳۰ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۸)

(۸)

تحفہ گولڑویہ میں فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے۔ کہ ہر ایک امت سے ایک خدمت دینی لی جاتی ہے۔ اور ایک قسم کے دشمن کے ساتھ اس کا مقابلہ پڑتا ہے سو مقدر تھا۔ کہ اس امت کا دجال کے ساتھ مقابلہ پڑے گا۔ جیسا کہ حدیث نافع بن عتبہ سے مسلم میں صاف لکھا ہے۔ کہ تم دجال کے ساتھ لڑوگے اور فتح پاؤگے اگرچہ صحابہ دجال کے ساتھ نہیں لڑے مگر حسب منطوق آخرین منھم مسیح موعود اور اس کے گروہ کو صحابہ قرار دیا۔" (صفحہ ۳۵ طبع آخر)

ان حوالجات سے بھی صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر آپ کی زندگی میں نہ صرف ایمان لانے والے بلکہ آپ کی صحبت سے مستفیض ہونے والے بزرگوں کو صحابہ ہی کہا جائے گا۔ کسی اور نام سے انہیں ہرگز پکارا نہیں جائیگا۔

اس کے بعد اس امر کا ذکر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت سے بحالت ایمان مشرف ہونے والوں کو صحابہ قرار دینا اور اس اصطلاح کا استعمال میں آنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد سعادت مہد سے ہی شروع ہے۔ بعد کی جاری کردہ اصطلاح نہیں۔ چنانچہ اس کے ثبوت میں اخبار "الحکم" اور "البدر" کو پیش کیا جاتا ہے جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا بازو قرار دیا۔

(۱) اخبار الحکم ۱۹۰۳ء کے ایک پرچہ میں مدیر الحکم نے لکھا:۔

"حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بعض جلیل القدر صحابہ کے حضور اکثر دفعہ ڈائری کی موجود اشاعت کا سوال زیر غور آیا ہے۔"

(۱۰ اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۷)

(ب) اسی طرح اخبار "البدر" میں ایڈیٹوریل نوٹس میں یہ لکھا ہے۔ کہ

"ہماری جماعت۔ کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ہم بھی اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کے مطابق انہی صحابیوں کا آخری گروہ ہیں۔ ہمارے لئے بھی ایک جہاد ہے۔ وہ کیا؟ جو کچھ خدا تعالےٰ نے دیا ہے۔ اس میں سے خدا کی راہ میں دین کی اشاعت میں خرچ کرنا پس جن کو اللہ نے مال دیا ہے۔ اور اپنی اس نعمت سے متمتع کیا ہے۔ وہ اس سے خدا کا حصہ نکالیں۔ اور جنہیں قلم و زبان کی زبانِ شمشیر دی ہے۔ وہ انہیں باطل کے لئے مناسب طور سے چلائیں"۔

(بدر ۲۰ فروری ۱۹۰۸ء صلا)

(ج) حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کی وفات پر ان کا ذکر یوں کیا گیا۔ کہ

"مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی جو بڑے اصحاب جناب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تھے"

(بدر ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۵ء)

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں آپ پر ایمان لانے والوں اور آپکی پاکیزہ صحبت سے مستفیض ہونے والوں کے متعلق صحابہ کی اصطلاح کا استعمال اسی وقت سے شروع ہے۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ابھی زندہ تھے۔ اور اب تو حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے خطبات اور آپ کی تقریروں میں اور جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں اتنی بار صحابۂ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لفظ کا استعمال ہو چکا ہے۔ کہ ان کا نقل کرنا بہت بڑی طوالت کا موجب ہو سکتا ہے۔ بلکہ اوروں کا کیا ذکر ہے۔ خود "رفیق" کی اصطلاح کو جاری کرنے کے خواہشمند بزرگ بھی لکھ چکے ہیں۔ کہ "گزشتہ جلسہ پر میں نے چند اصحاب مسیح موعود کو دیکھا کہ ان میں عمر کی وجہ سے بڑھاپے کے آثار ترقی کر گئے تھے۔ اور شیخ یعقوب علی صاحب بھی انہی میں شامل تھے"

(الفضل نمبر ۱۱۶ جلد ۲۰ ۱۹۳۳ء)

ان حالات میں احباب خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں آپ پر ایمان لا کر آپ کی صحبت سے مشرف ہونیوالوں کو صحابی ہی کہنا چاہیئے۔

جلسہ سالانہ کی دیگوں کی تحریک کے متعلق میرے پانچ تعجب

(جناب ناظر صاحب ضیافت کے قلم سے)

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بیس ہزار سے زیادہ مہمانوں کا کھانا پکانے کے لئے ہمیں سوا سو سے زیادہ دیگوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے مدت تک ہم قادیان اور ارد گرد کے دیہات سے کرایہ پر دیگیں منگوایا کرتے تھے۔ جن پر فی دیگ کرایہ دو روپے قلعی کرائی ڈیڑھ روپیہ آنے جانے کا خرچ آٹھ آنے کم سے کم کل خرچ للعہ ہو جاتا تھا۔ اور اس طرح سینکڑوں روپیہ سالانہ کی رقمیں ہمیں خرچ کرنی پڑتی تھیں۔ یہانتک کہ ایک دفعہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے جلسہ سالانہ کے انتظامات کے معائنہ کے وقت فرمایا۔ کہ کیوں نہ ہم خود اپنی دیگیں تیار کرا لیں۔ تا کہ ہر سال کرایہ کی بڑی بڑی رقوم سے بچ جائیں۔ حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں میں نے جلسہ سالانہ کے لئے دیگوں کی تحریک شروع کی۔ اور کچھ دیگیں ۱۹۲۴ء میں احباب نے تانبہ کے مہنگے ہونے کی وجہ سے اسّی روپے فی دیگ کے حساب سے بنوا کر عنایت کیں۔ پھر اس تحریک میں وقفہ پڑ گیا۔ لیکن پھر ۱۹۳۵ء میں یہ تحریک دوبارہ شروع کی گئی۔ اور اسّی دیگوں کا مطالبہ کیا گیا۔ اور اعلان کیا گیا۔ کہ اب فی دیگ چالیس روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ جو احباب اس کارِ خیر اور صدقۂ جاریہ میں حصہ لینا چاہیں۔ وہ یہ رقم دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ میں بھیجدیں۔ میری اس تحریک پر پنجاب کے دوستوں نے توجہ فرمائی۔ اور آج تک خدا کے فضل سے باوجود پوری طرح تحریک نہ کرنے کے اسّی میں سے ۳۶ دیگیں پہنچ چکی ہیں۔ جن میں سے سوائے چار دیگوں کے باقی سب کی سب پنجاب کے احمدیوں کی طرف سے پہنچی ہیں۔ اب ہمیں چوالیس اور دیگوں کی ضرورت ہے۔ امید ہے۔ کہ خدا چاہے وہ بھی جلد سے جلد حاصل ہو جائینگی۔ مگر اس موقعہ پر پانچ تعجب میرے لاحق حال ہیں۔ جن کے اظہار کے لئے یہ نوٹ لکھتا ہوں اور امید رکھتا ہوں۔ کہ وہ دوست جن کے متعلق مجھے یہ تعجب لاحق ہیں۔ مجھے تعجبات کی اس دلدل سے باہر کھینچ لائینگے۔

پہلا تعجب

یہ تحریک ایک سال سے زیادہ عرصہ سے جاری ہے۔ اور دس دفعہ مختلف دوستوں کی طرف سے بہت سی دیگوں کا اعلان الفضل میں شائع ہوتا رہا ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ مشرقی افریقہ کے دوستوں تک مخلص ذی ثروت اور خدا کے فضل و کرم سے برسر روزگار دوستوں تک میری ضعیف آواز تو پہنچی۔ مگر انہوں نے اس کی طرف توجہ نہیں کی۔ شاید یہ سمجھ کر کہ افریقہ کی دیگیں ہندوستان کے چولہوں پر نہیں چڑھ سکتیں مگر یہ ان کی غلطی ہے۔ وہ بینک دیگیں روانہ کریں۔ ہم ان کو چولہوں پر چڑھا سکتے ہیں۔ یا شاید وہ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ مشرقی افریقہ سے کون شخص جلسہ سالانہ میں شمولیت اختیار کرتا ہے۔ کہ وہاں کی جماعت کے لئے کھانا پکانے کی ضرورت پڑے۔ مگر انہیں معلوم ہونا چاہیئے وہ نہیں تو ان کے بھائی تو جلسہ پر کھانا کھاتے ہیں۔ اور مومن اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرتا ہے۔ جو اپنے لئے اسے پسند ہو پس مجھے تعجب ہے۔ کہ مشرقی افریقہ کے دوستوں نے اس صدقہ جاریہ کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ اور خصوصیت سے یہ تعجب اس وقت زیادہ نمایاں ہو جاتا ہے۔ جب میں یہ خیال کرتا ہوں۔ کہ مشرقی افریقہ کی روحِ رواں مخلص شخصیت ہے جس کے متعلق متواتر کئی سال تک جلسہ سالانہ کے انتظامی نقشوں میں موٹے حروف سے **سید محمود اللہ شاہ نائب افسر جلسہ سالانہ** کے الفاظ چھپتے رہے ہیں۔ اور پھر جلسہ سالانہ کی اس ضرورت کی طرف مشرقی افریقہ سرد مہری کا پہلو اختیار کرے۔

دوسرا تعجب

دوسرا تعجب مجھے بہار۔ اڑیسہ بنگال اور آسام کے دوستوں پر ہے کہ سوائے اسکے کہ حکیم ابوطاہر صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ نے ۱۹۴۴ء میں ایک دیگ بنوا کر اور ۱۹۳۵ء میں پنجاب کے ایک سوداگر مقیم کلکتہ نے ایک دیگ کے روپیہ بھیجے تھے۔ آج تک خالص بہاریوں اڑیسویوں بنگالیوں اور آسامیوں۔ نے اس تحریک میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ حالانکہ بھاگلپور مونگھیر۔ ڈھاکہ۔ برہمن بڑیہ۔ ڈبروگڑھ اور کٹک کے اہل مال نہیں۔ اہل دل حضرات توجہ کرتے۔ تو مطلوبہ تعداد یقیناً مذکورہ بالا علاقوں سے ہی پوری ہو جاتی۔ مگر شاید وہ لوگ یہ خیال کئے بیٹھے ہیں۔ کہ پنجاب سے شائع ہونیوالی تحریک کے مخاطب پنجابی ہی ہوتے ہیں۔ حالانکہ وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ قادیان ام القریٰ کی تحریکیں اس کے سارے بچوں کے لئے ہوتی ہیں۔ کیا ضرورت مند ماں کی خدمت صرف پاس رہنے والے بچوں ہی کا فرض ہے۔ اور دور رہنے والے صاحب وسعت بیٹے روپیہ بھیجکر خدمت کرنے سے مستثنیٰ ہوتے ہیں؟ نہیں بلکہ مالی خدمت کے لحاظ سے تو انکا فرض زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ پاس والے بچے تو ہاتھ پاؤں دبا کر اور عملی خدمت کر کے اپنی ماں کی خدمت سے ایک حد تک سبکدوش ہو سکتے ہیں۔ مگر دور کے رہنے والے بیٹے تو منی آرڈر ہی کے ذریعہ خدمت میں حصہ لے سکتے ہیں۔ پس میں ان علاقوں کے شہروں کے مقامی اور صوبوں کے صوبجاتی امیروں پریذیڈنٹوں سیکرٹریوں اور مختلف عہدہ داروں نیز صیغہ دعوۃ و تبلیغ کے مبلغوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ وہ اپنے اپنے علاقہ کے تمام اہل مال مگر ساتھ ہی اہل دل دوستوں کو تحریک کریں۔ کہ وہ اپنے یا اپنے کسی مرحوم یا زندہ رشتہ دار یا دوست کو ثواب پہنچانے کی نیت سے کم سے کم ایک ایک دیگ جلسہ سالانہ کیلئے بطور صدقہ جاریہ عنایت فرمائیں۔ اور چالیس روپے فی دیگ کی قیمت دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ میں ارسال کر کے اس ثواب میں حصہ لیں۔

تیسرا تعجب

تیسرا تعجب مجھے لجنات اماء اللہ پر ہے۔ کہ وہ ہر تحریک میں مردوں سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی کوشش اور خواہش کے باوجود اس تحریک میں مردوں سے پیچھے بلکہ بہت پیچھے ہیں حالانکہ کھانے پکانے کی اہمیت مردوں سے زیادہ عورتوں پر واضح ہے لیکن

معلوم ہوتا ہے۔ کہ چونکہ عورتیں ہمیشہ چھوٹی چھوٹی ہنڈیاں پکاتی ہیں۔ اور کبھی کسی عورت نے دیگ نہیں پکائی۔ بلکہ دیگ ہمیشہ مرد باورچی پکاتے ہیں۔ اس لئے وہ اڑی بیٹھی ہیں کہ جب تک ناظر ضیافت کی طرف سے چھوٹی چھوٹی ہنڈیوں کی تحریک نہ ہوگی۔ ہم بھی مردوں کے پکانے والی دیگوں میں حصہ نہیں لیں گی۔ مگر یہ ان کی غلطی ہے۔ کیونکہ سلیمان وقت کے باورچیخانہ کی شان "وجفان کالجواب و قدور راسیات" کے بغیر ظاہر نہیں ہوتی۔ یعنی یہ کہ **لگن اور پراتیں بڑے بڑے حوضوں کے برابر اور دیگیں اتنی بڑی کہ چولہوں سے اتر ہی نہ سکیں۔**

پس سلیمان وقت کے ہاتھ پر اسلمت مع سلیمان للہ رب العالمین پڑھکر سلیمان ہونیوالی بلقیسوں کو چاہیئے۔ کہ اپنے سلیمان کے باورچیخانہ کے لئے قدور راسیات یعنی بڑی بڑی دیگیں بھیجیں۔ میں اس تحریک کی ابتداء سے ہر دفعہ "الفضل" میں لجنات اماء اللہ کو مخاطب کرتا رہا ہوں۔ مگر امرتسر اور کھاریاں صرف دو مقامات کی لجنات نے میری اس تحریک پر ایک ایک دیگ عنایت کی ہے ورنہ اور کسی لجنہ بلکہ لجنۃ اللجنات یعنی قادیان کی مرکزی لجنہ نے بھی اس طرف توجہ نہیں کی۔ حالانکہ یہ تحریک تو صرف عورتوں ہی کے ہاتھوں سرسبز ہونی چاہیئے تھی۔ اب جلسہ سالانہ میں صرف تین ماہ باقی ہیں۔ اس لئے میں سب سے پہلے مرکزی لجنہ اور پھر باقی تمام شاخوں کی پریذیڈنٹوں۔ سیکرٹریوں عہدہ دار بلکہ سب ممبرات کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنی سابقہ بے توجہی کو خیر باد کہیں۔ اور تلافی مافات کے طور پر بلا توقف جلد سے جلد اس کار خیر میں پوری طرح اپنی وسعت سے بھی قدرے بڑھکر حصہ لیں۔ اور مجھے موقعہ دیں۔ کہ میں جلد سے جلد اخبار الفضل میں یہ اعلان کرسکوں۔ کہ اب دوست تکلیف نہ کریں ہماری غیور بہنوں نے مطالبہ کی بقیہ تعداد پوری کر دی ہے۔

چوتھا تعجب

چوتھا تعجب مجھے یو۔پی کے دوستوں پر ہے۔ کہ سوائے ڈاکٹر محمد عمر صاحب لکھنوی کے آج تک اس تحریک کی طرف کسی دوست نے توجہ نہیں کی۔ شاید وہ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ جس طرح ہمارا صوبہ آگرہ و اودھ سے متحدہ صوبہ ہے۔ اسی طرح احمدیت میں وہ پنجاب کے ساتھ متحد ہو کر پنجاب ہی کے حکم میں ہو گئے ہیں اور جب کبھی وہ اخبار "الفضل" میں اہل پنجاب کی طرف سے جلسہ سالانہ کے لئے دیگوں کے وعدے پڑھتے ہیں۔ تو خیال کر لیتے ہیں۔ کہ دیگوں کا یہ اعلان بھی گویا ہماری طرف سے ہی ہے۔ مگر یہ ان کی خوش فہمی ہے۔ کیونکہ جس طرح وہ احمدی ہو کر ہی پنجاب کے احمدیوں سے احمدیت میں متحد ہوئے ہیں۔ اسی طرح اب دیگیں دے کر ہی وہ اہل پنجاب کے ساتھ اس خدمت میں متحد ہو سکتے ہیں۔ ورنہ نہیں:۔

پانچواں تعجب

پانچواں تعجب مجھے سرحد کے پانچ اضلاع کے احمدیوں پر ہے۔ کہ سوائے خان محمد اکرام خان صاحب آف چارسدہ کی ایک دیگ کے باقی تمام صوبہ اس تحریک میں حصہ لینے سے خالی ہے۔ حالانکہ اگر ضلع وار صرف ایک ایک دیگ ہی دی جاتی۔ تو کم سے کم پانچ دیگیں اس صوبہ سے ہمیں وصول ہو جاتیں۔ کھانوں کی نفاست۔ تکلف۔ اور مہمان نوازی میں یہ صوبہ باقی تمام ہندوستان سے اپنے آپ کو ممتاز سمجھتا ہے۔ لیکن کھانے کے برتنوں کے معاملہ میں اس قدر بے توجہی؟ جبکہ ظرف اور مظروف لازم و ملزوم ہیں۔ اس لئے امید ہے کہ اب اہل سرحد اس تحریک کی طرف اپنی توجہ مبذول فرمائیں گے۔ مگر میرے ان پانچ تعجبوں کا یہ نتیجہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ پنجاب نے جو ریکارڈ قائم کیا ہے۔ وہ اور صوبوں کے توجہ کرنے سے ٹوٹ جائے بلکہ فاستبقوا الخیرات کے ماتحت اہل پنجاب کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنا ریکارڈ اتنا عظیم الشان کر دیں کہ کسی اور صوبہ سے ٹوٹ ہی نہ سکے اور اس تحریک کی طرف اپنی توجہ بدستور جاری رکھیں۔ اس میں سستی نہ ہو۔

فرقہ وارانہ فیصلہ کے خلاف ہندو پریس کی ہنگامہ آرائی

"سول" کے مسلم نامہ نگار کی دلچسپ تصریحات

فرقہ وارانہ فیصلہ کے متعلق ہندو پریس کے پراپیگنڈا کی نوعیت کو میں دیکھ رہا ہوں۔ مجھے یقین نہیں۔ کہ قومی نقطہ نگاہ سے مسلمان اس پر ناخوش ہونے کی بجائے اس کا خیر مقدم نہ کریں۔ فی الحقیقت یہ پراپیگنڈا مسلمانوں کو اس بات کی ضرورت کا احساس دلاتا ہے۔ کہ وہ اس کے خلاف جوابی پراپیگنڈا کریں۔ یعنی وقتاً فوقتاً فرقہ وارانہ فیصلہ کے متعلق اپنے رویہ کو از سر نو پیش کریں۔ گو اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اپنی طاقت کی ایک مقدار کو جو کسی اور رنگ میں مفید طور پر استعمال کی جا سکتی تھی۔ ضائع کیا جائے۔ لیکن جب میں ملک کے سیاسی حالات کی رفتار پر اس کے عملی اثر کو دیکھتا ہوں تو میرا ذہن یہ سمجھنے پر مائل ہو جاتا ہے کہ ہندو پریس کی سرگرمیاں مسلمانوں کی سیاسی تجاویز کے لئے ضرر رساں ہونے کی بجائے مفید ثابت ہوئی ہیں۔ اور آئندہ بھی مفید ثابت ہونگی:۔

مسلمان من حیث الجماعت ہندوستان کے اس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو ان اختیارات کو جو گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی رو سے ملک کو دیئے گئے ہیں مستحکم کرے۔ اور انہیں مزید سیاسی ترقی کے لئے بطور اساس بنانے کا خواہاں ہے جہاں تک اس نئے دستور اساسی کا صوبجات سے تعلق ہے۔ مسلمانوں کے مختلف الخیال طبقے اسے کامیاب بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اگرچہ ان میں سے کوئی بھی اس سے پوری طرح مطمئن نہیں لیکن وہ اپنی سیاسی پوزیشن کے حاصل کرنے کے ان مواقع کو جو فرقہ وارانہ فیصلہ کے ماتحت پہلی دفعہ صوبوں کی سیاسی زندگی میں مسلمانوں کو دیئے گئے ہیں۔ چھوڑنے یا انہیں خطرہ میں ڈالنے کے لئے تیار نہیں۔ جدید آئین کو کامیاب بنانے اور آبادی کے تمام طبقات کی مشترک بہتری و بہبودی کے لئے اپنے حقوق اور اختیارات کو استعمال کرنے کے لئے مسلمان غیر مسلموں کے ان مختلف حصوں کے تعاون کے منتظر ہیں جو نئے آئین کو اس کے نقائص کے باوجود کامیاب طور پر چلانے کی خواہش رکھتے ہیں

اس تجویز کے صریح خلاف کانگرس کی یہ تجویز ہے کہ جدید آئین کو تباہ کیا جائے ہو سکتا ہے۔ کہ جدید آئین کے خلاف کانگرس کی جنگ کے محرک غیر فرقہ وارانہ جذبات ہوں۔ لیکن اس جنگ میں کانگرس کی کامیابی مسلمانوں کی تجویز کی شکست پر اسی رنگ میں دلالت کرے گی۔ کہ جس رنگ میں یہ بات کر سکتی ہے۔ کہ کانگرس کی جنگ کی محرک صرف فرقہ وارانہ فیصلہ کی نفرت ہو۔ جب کانگرس کی مجلس عاملہ نے پہلے پہل جدید آئین کے متعلق اپنی پالیسی کو مرتب کیا۔ اور فرقہ وارانہ فیصلہ کے متعلق گونگو روش اختیار کیا۔ تو دیدہ ور مسلم سیاسیین نے کانگرس کی قرارداد کی فریب کارانہ اور شرارت آمیز کیفیت کو اسی وقت سمجھ لیا تھا۔ اگر بفرض محال کانگرس آئین کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ تو فرقہ وارانہ فیصلہ خود بخود غائب ہو جائیگا۔

اب سوال یہ ہے۔ کہ اس صورت میں یہ بات کہ کانگرس ایوارڈ کو نہ قبول کرتی ہے۔ اور نہ اسے مسترد کرتی ہے۔ ہندوستانیوں کے اس طبقہ کے نقطہ نگاہ کے لئے جو فرقہ وارانہ فیصلہ کا حامی ہے۔ کیونکر مسلم ہو سکتا ہے۔ کانگرس کے ریزولیوشن میں جو پالیسی مرتب کی گئی۔ اور جو اس وقت سے کر اب تک زیادہ واضح اور معین ہو چکی ہے۔ یہ ہے کہ حکومت برطانیہ کو مجبور کیا جائے کہ وہ فرقہ وار حقوق کے سوال پر مسلمانوں کو کسی قسم کا کوئی یقین دلائے بغیر ہندوستان کے سیاسی آئین کے مسئلہ کو از سر نو شروع کرے۔ مسلمان بلاشبہ ہر اس تحریک کے ساتھ ہیں جس کا مقصد برطانیہ سے ہندوستان کے لئے زیادہ سے زیادہ اختیارات حاصل کرنا ہو۔

تعاون کرنے اور اس کی امداد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن وہ اس طرف سے اپنی آنکھیں بند نہیں کر سکتے۔ کہ کانگرس کی مخالفت کا مطلب یہ ہے کہ اقلیتوں کو ایک بہتر بدل مہیا کئے بغیر فرقہ وارانہ فیصلہ پر حملہ کیا جائے۔ یہ بات کہ فرقہ وار فیصلہ پر حملہ کرنا ان کا اصل مقصد نہیں بلکہ اسے ناقابل عمل اور ناکارہ بنانا ان کے حملہ کا محض ایک ضمنی نتیجہ ہے مسلمانوں یا دوسرے لوگوں کی تسلی کا موجب نہیں ہو سکتا۔ جو فرقہ وار فیصلہ کو ملک کی آئندہ سیاسی زندگی میں اپنی پوزیشن کے لئے ایک ضروری چیز خیال کرتے ہیں تھیوری کے لحاظ سے کانگرس کے ریزولیوشن سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس میں مسلمانوں کے نقطۂ نگاہ سے معمولی سی رعایت کی گئی ہے۔ لیکن عملی اعتبار سے یہ فرقہ وار فیصلہ پر ایک پُر فریب حملہ ہونے کے باعث اس بات سے بھی زیادہ خطرناک تھا کہ اس پر سامنے سے حملہ کیا جائے بعض مسلمان بھی جو اسی رنگ کی کسی اور گارنٹی کی عدم موجودگی میں ایوارڈ کی تنسیخ سے متفق نہیں ہو سکتے۔ کانگریس ریزولیوشن کے الفاظ سے یہ سمجھنے لگے تھے۔ کہ فرقہ وار فیصلہ کو کانگرس نے اپنے حملہ کی زد سے باہر رکھا ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا خیال صحیح نہ تھا۔ کانگرس کا یہ نیا اقدام حقیقت میں کانگرس کے اس پرانے حیلے کے احیاء کی کوشش تھی۔ کہ اقلیتوں کو کوئی تحفظات نہ دیئے جائیں اور حکومت برطانیہ کو مجبور کیا جائے۔ کہ وہ فرقہ وارانہ آئینی مسائل کے متعلق کانگرس سے تصفیہ کرے

مسلمانوں نے من حیث القوم اس موقع پر بھی جیسا کہ وہ گذشتہ متعدد مواقع پر کرتے رہے ہیں۔ حالات کے عملی پہلو پر نگاہ ڈالنے اور لفظی دلفریبیوں کو نظر انداز کرنے کی قابلیت کا ثبوت دیا ہے کانگرس کا ریزولیوشن اس کی اس چال کے متعلق مسلمانوں میں کسی قسم کی دلچسپی پیدا کرنے سے قاصر رہا۔ اس طرح مسلمانوں کے ارادہ اور کانگرس کی تجویز کے درمیان کشمکش کی بنیاد قائم ہو گئی۔ مسلمانوں کی خواہش جیسا کہ میں نے قبل ازیں بیان کیا ہے۔ یہ ہے کہ جو کچھ مسلمانوں نے حاصل کیا ہے۔ اسے خطرہ میں نہ ڈالا جائے۔ اور عام آئینی لحاظ سے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ میں ترمیم کرانے کی کوشش کی جائے۔ لیکن کانگرس کا منشا یہ ہے کہ ہر چیز کو تباہ کر دیا جائے اور ایک بالکل نئے آئین کے لئے گفت و شنید کی جائے۔ یہ سمجھنے کے لئے کسی غیر معمولی بصیرت کی ضرورت نہیں۔ کہ اگر کانگرس کی یہ تجویز کہ ہندوستان کے لئے کسی نئے آئین کو از سر نو مرتب کرنے کی کوشش کی جائے۔ کامیاب ہو جائے۔ تو ان فرقہ پرست ہندوؤں کا مقصد پورا ہو جاتا ہے جن کے نزدیک آئینی مسائل کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ بلکہ انہیں صرف برطانی گورنمنٹ کے صادر کردہ فرقہ وار فیصلہ کو مٹانے کی دھن ہے۔

ان ہر دو تجاویز کے درمیان ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے کشمکش ابھی ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ مسلمانوں کے عندیہ کو ایک غیر متوقع حلقہ کی طرف سے امداد حاصل ہوئی ہے۔ اور وہ حلقہ فرقہ پرست ہندوؤں کا ہے۔ فرقہ پرست ہندوؤں نے کانگرس کی تجویز سے تعرض کیا۔ اور اس کی چال کے عملی پہلوؤں کو سمجھے بغیر انہوں نے کانگرس سے یہ خواہش کی۔ کہ نہ صرف ایوارڈ پر حملہ کیا جائے۔ بلکہ اپنے مکانات کی چھتوں سے اس امر کا اعلان کیا جائے۔ کہ ایوارڈ پر حملہ کرنا کانگرس کے مقاصد میں داخل ہے۔

ہندو پریس نے جو کچھ عرصہ سے سیاسی صورت حالات اور تحریکات کو حقیقی اور عملی پہلو سے دیکھنے کے لئے عدم قابلیت کا اظہار کر رہا ہے۔ یہ شور برپا کر دیا۔ اور کانگرس کے ساتھ ایک طویل مجادلہ کا آغاز کر دیا۔

کانگرس فرقہ وار فیصلہ کے قطعی اور غیر مشروط استرداد کے لئے کیوں تیار نہیں؟ یہ سوال تھا۔ جو ہر روز ہندو پریس میں دہرایا جاتا۔ شاید وہ یہ سمجھتے تھے کہ کانگرس کی طرف سے یہ اعلان کہ "ہم اسے مسترد کرتے ہیں۔" فرقہ وار فیصلہ کی قسمت کا ہمیشہ کے لئے فیصلہ کر دے گا مگر انہوں نے اس بات کو نہ سمجھا۔ کہ ان کے لئے اصل سوال یہ تھا۔ کہ کیا کانگرس اپنے لئے ایسی پوزیشن حاصل کرنے کی امید کر سکتی ہے۔ جس میں وہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی جگہ ہندوستان کے لئے کوئی اور آئین حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکے؟ اور اگر وہ ایسا کر سکتی ہے تو کس طرح؟ ظاہر ہے کہ کانگرس کو فرقہ وار فیصلہ کے خلاف اپنے عناد کے اظہار اور اعلان کرنے پر مجبور کرنے کے لئے ہندو پریس کی کوششوں نے کانگرس کے لئے مختلف اقوام کی نمائندہ جماعت کہلانے کا دعویٰ کرنے کے مواقعات کو بڑھایا نہیں بلکہ گھٹایا ہی ہے۔ میرے خیال میں مسلمانوں کے لئے ہندو پریس کا شکر گذار ہونے کی وجہ موجود ہے۔ کہ اس نے یہ نہیں سمجھا۔ کہ وہ کانگرس کی چال کو (اگرچہ نادانستہ طور پر) ناکام بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔

کانگرس نے اپنے انتخابی منشور میں اس فیصلہ کن منتر کا اعلان کر دیا ہے کہ وہ فرقہ وار فیصلہ کو مسترد کرتی اور اس کی مخالفت ہے۔ اس بات نے عملی صورت حالات پر کیا اثر ڈالا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کانگرسی چال اور مسلمانوں کے نقطہ نگاہ میں تفاوت اور مغائرت نہایت وضاحت کے ساتھ مسلم رائے دہندگان کے ذہن کے سامنے آگئی ہے۔ ہندو پریس کے اس پراپیگنڈے کا جو وہ اس ضمن میں کر رہا ہے صرف یہی نتیجہ نہیں نکلا۔ اس کا ایک نہایت اہم نتیجہ یہ بھی نکلا ہے۔ کہ اس نے ان ہندوؤں کو جو فرقہ وار فیصلہ کے باوجود آئین کو کامیاب بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کانگرس کا مخالف بنا دیا ہے۔

اس شور کے بعد کہ کانگرس نے فرقہ وار فیصلہ کے سامنے سر جھکا دیا ہے۔ قدرتی طور پر یہ آوازیں بھی بلند ہوئیں۔ کہ کانگرس ہندو مفادات سے بے اعتنائی برت رہی ہے۔ نہ صرف پنجاب میں بلکہ تمام صوبوں میں اس آواز نے کسی نہ کسی حد تک آئندہ انتخابات میں کانگرس کے مواقعات کامیابی پر اثر ڈالا ہے۔ ہر جگہ سیاستیین کے ایسے گروپ پیدا ہو گئے ہیں جو ووٹروں سے کہہ رہے ہیں کہ "کانگرس فرقہ وار فیصلہ کو مسترد نہیں کرتی۔ لیکن ہم اسے مسترد کرتے ہیں۔" جب انہیں پوچھا جائے کہ اس فیصلہ کے خلاف جنگ کرنے کے لئے وہ کونسا طریق اختیار کریں گے۔ تو ان کا جواب کم و بیش یہی ہوتا ہے کہ وہ جدید آئین کو کامیاب طور پر چلا کر مسترد کریں گے۔ پنجاب میں ہندو سبھا کا انتخابی پروگرام ووٹروں کے ساتھ اس قسم کے مواعید کی ایک واضح مثال ہے۔ اور دوسرے بھی اسے اپنا رہے ہیں۔

یہ تمام صورت حالات یوں بھی کم لطف انگیز نہیں۔ لیکن مسلمانوں کو اس کی لطافت سے قطع نظر کرتے ہوئے عملی نقطہ نگاہ سے اس کا خیر مقدم کرنا چاہیئے۔ وہ ہندو جو کسی وجہ سے جدید آئین کو کامیاب بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ گویا اس سیاسی تجویز کو کامیاب بنانے میں ممد ہو رہے ہیں جسے مسلمان کامیاب بنانا چاہتے ہیں۔ وہ اس لحاظ سے مسلمانوں کے ہم نوا ہیں اور فرقہ وار فیصلہ کے محاسن و معائب کے متعلق مسلمانوں سے ان کی لفظی جنگ کا بھی یہی مطلب ہے۔ کہ وہ عملی لحاظ سے ایوارڈ کو قبول کرتے ہیں اور اس آئین کی امداد کرتے ہیں۔ جو ایوارڈ کو عملی جامہ پہنا رہی ہے۔ مختلف صوبجات کی سیاسی صورت پر ہندو پریس کے پراپیگنڈا کے عملی اثرات کا مطالعہ کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم اس بات کو دیکھیں کہ جس مہم کو فرقہ وار فیصلہ کی مخالفت میں صرف کرنے کا ارادہ کیا گیا تھا۔ وہ جہاں تک اس کے اثرات کا تعلق ہے۔ ایک ایسی مہم ثابت ہو رہی ہے۔ جو فرقہ وار فیصلہ کی حامی و مؤید ہے۔

احباب آگاہ رہیں!

ایک شخص جس کا نام فضل الٰہی ہے اور آج کل کشمیر میں زینہ کدل برج ۳ سری نگر میں ایک انجمن بنائے ہوئے ہے۔ اس کے متعلق رپورٹ موصول ہوئی ہے کہ وہ پہلے امرتسر میں طبی کاروبار کرتا تھا۔ مگر وہاں سے بہت سے احمدی دوستوں اور غیر احمدیوں کا روپیہ لے کر کشمیر جا بیٹھا ہے۔ اس کے متعلق سخت شکایات پیدا ہو رہی ہیں احباب کو چاہیئے کہ ایسے شخص سے آگاہ رہیں اور کسی قسم کا لین دین کرنے سے قبل اپنا اطمینان کر لیں۔

ناظر امور عامہ

احرار پر مسلم جرائد کا تبصرہ

احرار کی بدزبانیاں اور رہنہ آسازیاں

لائل پور کے ایک جلسے میں ایک احراری "میر زادے" نے تقریر کی۔ اور جس سٹیج پر سید عطاء اللہ شاہ عطائی" مولانا ظفر علی خان کو اپنا باپ تسلیم کر چکے ہیں۔ اسی سٹیج پر اس "میر زادے" نے مولانا کو "کرنل لارنس" کا خطاب دیا۔ اور جب گرمی تقریر جوش پر آئی۔ تو اس نے اپنا کوٹ اور پگڑی اتار کر رکھدی۔ لوگ منتظر تھے۔ کہ چند منٹوں کے بعد شائد قمیص اور شلوار سے بھی بے نیاز ہو جائیں۔ لیکن سردی کے باعث یہاں تک نوبت نہ پہونچی۔

آج کل احراریوں نے یہ شیوہ اختیار کر رکھا ہے۔ کہ جب جلسوں میں لوگ ان کی ہرزہ سرائیوں سے تنگ آ کر اٹھ جاتے ہیں تو یہ پکار پکار کر کہتے ہیں۔ "جو شخص یہاں سے جائیگا وہ مرزائی ہوگا" لیکن عام طور پر اس بات کا اثر نہیں ہوتا۔ لوگ اٹھ کر چلے جاتے ہیں۔ اور یہ کہتے جاتے ہیں۔ کہ محض اس شخص کی بکواس سے ہم مرزائی نہیں ہوئے جاتے۔ "میر زادہ" کو بھی یہی تجربہ ہوا۔ لوگ اس کی تقریر سے بیزار ہو کر اٹھ گئے۔ اور "مرزائی" وغیرہ کے آوازے ان کو جلسہ میں واپس نہ لا سکے۔

ہمارا خیال تھا کہ اب احراری سلطان ابن سعود کے خلاف پروپیگنڈے سے باز آ چکے ہوں گے۔ کیونکہ گزشتہ حج کے موقعہ پر ان کو کافی سبق مل چکا ہے۔ لیکن لائلپور میں "میر زادے" نے چلا چلا کر کہا۔ کہ ابن سعود حرم فروش ہے۔ اب مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے تین تین میل کے فاصلہ پر برطانوی قبضہ ہے۔ حجاز کے بازاروں میں شراب عام طور پر فروخت ہو رہی ہے۔ کیونکہ بکثرت کشید کی جاتی ہے۔ اور پینے والے بے شمار ہیں۔ رنڈیاں طوائفوں اور یہودنوں کے ناچ گانے ہوتے ہیں۔ سینما۔ تھیٹر اور ناچ گھر تعمیر کئے جا چکے ہیں اور ہر قسم کی بدکاری عام ہو رہی ہے۔

چونکہ اب حج کا موسم قریب آ رہا ہے۔ اس لئے یہ اللہ کے دشمن اس قسم کی بیہودہ سرائی کر کے لوگوں کو حجاز اور اس کے سلطان سے بدظن کرنا چاہتے ہیں۔ کاش یہ "میر زادہ" اپنے بھائیوں یعنے مولانا داؤد غزنوی۔ مولانا مظہر علی اور مولوی نگوی سے پوچھ کر اس قسم کی لایعنی باتیں کرتا۔ لطف یہ ہے کہ یہ تمام ہرزہ سرائی حضرت مولانا حاجی حکیم نور الدین صاحب قبلہ کی صدارت میں ہوئی۔ لیکن آپ "تک تک دیدم دم نہ کشیدم" پر عمل پیرا رہے۔ اور یہ خیال نہ فرمایا کہ ساکت عن الحق کے متعلق حدیث میں کیا آیا ہے۔

"میر زادے" نے کہا کہ تم شہید گنج کو روتے ہو۔ ہم شہید گنج کی بڑی اماں (یعنی کعبۃ اللہ) کو روتے ہیں۔ جب ہم کعبہ کو انگریزوں سے آزاد کرالیں گے۔ اور جب لال قلعہ دہلی پر بھی اسلام کا جھنڈا لہرا چکیں گے۔ اس وقت شہید گنج کی مسجد خود بخود ہمیں مل جائے گی۔ سب سے پہلے سب مل جل کر ہندوستان کو آزاد کرالو۔

سوال یہ ہے کہ اگر سب سے پہلے ہندوستان ہی کو آزاد کرانا ضروری ہے۔ اور اس سے پیشتر کسی دوسرے معاملے کی طرف توجہ کرنا جائز نہیں۔ تو احرار نے کشمیر کے متعلق اتنی شورش کیوں برپا کی تھی۔؟ کپور تھلہ میں کیوں ہنگامہ مچایا تھا؟ کراچی اور سرحد کی بمباری پر کیوں چیخے چلائے تھے۔؟ آج کل لکھنؤ میں مدح صحابہ کا فتنہ کیوں برپا کر رکھا ہے۔ اس کے علاوہ کونسل اور الیکشن کے جھمیلوں میں کیوں پھنسے ہوئے ہیں؟ اور قادیانیوں کے خلاف علم جہاد کیوں بلند کر رکھا ہے؟

ان کو چاہیئے کہ پہلے لال قلعہ پر اسلام کا جھنڈا نصب کر لیں۔ اور ہندوستان کو انگریزوں سے چھین لیں۔ اس کے بعد کشمیر۔ کپورتھلہ۔ مدح صحابہ۔ اسمبلی۔ قادیانیت تمام مسئلے خود بخود حل ہو جائیں گے۔ اور احراری بزرگوں کو انگریز بادشاہ کا حلف وفاداری اٹھا کر اسمبلی کے ایوان میں فادخلوا الباب۔ سجداً پر بھی عمل نہ کرنا پڑے گا۔ کیا یہ لال قلعہ اور ہندوستان کی آزادی کی دلیل صرف مسجد شہید گنج ہی پر چسپاں ہوتی ہے۔ احراریوں کی کسی تحریک پر اس کا اثر نہیں پڑتا۔

(انقلاب ۲۴ ستمبر)

احرار پارٹی اور خانہ خدا

گذشتہ دنوں خبر موصول ہوئی تھی۔ کہ مسلم پارلیمنٹری بورڈ سے احرار پارٹی نے علیحدگی اختیار کر لی۔ اس علیحدگی کی وجہ احرار پارٹی کی طرف سے یہ ظاہر کی گئی تھی۔ کہ پارلیمنٹری بورڈ میں احرار کی اقلیت ہے۔ اور اس کی اکثریت ان کے مطالبات کو ٹھکرا دیتی ہے۔ چنانچہ ہر امیدوار اسمبلی کے لئے شرائط داخلہ میں بورڈ نے پانچ سو روپیہ نقد کی ایسی شرط بڑھا دی ہے۔ جسے احرار قبول نہیں کر سکتے۔ وہ اس رقم کو کم کرانا چاہتے تھے لیکن بورڈ نے ان کی نہیں سنی۔ چنانچہ وہ بورڈ سے علیحدہ ہونے پر مجبور ہوئے۔ لیکن حال میں ہی مسٹر غلام رسول خان بیرسٹرایٹ لا سکرٹری مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ نے سری نگر سے ایک تفصیلی بیان احرار کی علیحدگی کے متعلق اخبارات میں شائع کرایا ہے جو روزنامہ احسان لاہور مورخہ ۱۶ ستمبر میں بھی درج کیا گیا ہے۔ اس بیان کے مطالعہ سے بہت سے دلچسپ رازہائے درون پردہ کا انکشاف ہوتا ہے۔ اور یہ واضح ہوتا ہے۔ کہ مسلم پارلیمنٹری بورڈ سے برضا ورغبت تعاون کرنے کے بعد دفعتہ احراریوں نے کیوں قطع تعلق کر لیا۔

مسٹر غلام رسول خان سکرٹری مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ نے اپنے اس بیان میں لکھا ہے۔ کہ بورڈ کی تمام کمیٹیوں اور سب کمیٹیوں میں احرار پارٹی کے نمائندوں کی برابر اکثریت رہی۔ اپنی اس اکثریت کو باقی رکھنے کے لئے احراریوں نے کھلم کھلا فریب دہی سے کام لیا۔ اور بورڈ کے دوسرے جلسے میں جو برکت علی اسلامیہ ہال میں منعقد ہوا۔ انہوں نے

اپنے بہت سے فرضی نمائندے لاکر بھر دیئے۔ جنہیں بورڈ کے کلرک نے دستخطوں کے فرق سے پہچان لیا۔ اور بعد میں پورے طور پر تحقیقات کی گئی۔ تو ثابت ہوا کہ جن حضرات کے نام دوسرے افراد اس جلسہ میں احراری نمائندے بناکر داخل کرائے گئے انہیں اس کی خبر بھی نہ تھی۔ لیکن مسٹر غلام رسول خان لکھتے ہیں کہ "ان امور کے باوجود مسلم لیگ کے ممبر خاموش رہے اور انہوں نے کامل اتحاد و یک جہتی کا ثبوت دیا"۔

مسٹر غلام رسول خان لکھتے ہیں کہ اس کے بعد بھی پارلیمنٹری بورڈ سے احرار ہمیشہ اخلاص برتتے رہے اور ہر مقام پر اپنی تقریروں میں یہی کہتے رہے کہ لوگوں کو احرار پارٹی کے ٹکٹ کھڑا ہونا چاہیئے۔ اور بہت سی بے ضابطگیاں احرار کی طرف سے عمل میں آتی رہیں۔ لیکن مسلم لیگ کے ارکان درگذر کرتے رہے ہر امیدوار اسمبلی کے لئے پانچ سو روپے کی شرط پر بھی احراریوں اور دوسرے ارکان بورڈ میں کوئی ایسا شدید اختلاف نہیں ہوا۔ اور آخر میں احراریوں نے اس شرط کو قبول و منظور کر لیا۔ احراریوں کی مسلم بورڈ سے علیحدگی کی اصل وجہ یہ ہے کہ مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کے ارکان سے ایک جلسے میں اس امر کا حلف لیا گیا کہ وہ مسجد شہید گنج کی واگذاری کے لئے تمام امکانی جدوجہد کریں گے حلف نامہ میں یہ الفاظ درج تھے کہ "میں صدق دل سے وعدہ کرتا ہوں کہ مسجد شہید گنج کی بازیابی کے لئے جدوجہد کروں گا"۔ سارے مجمع نے متفقہ طور پر یہ حلف نامہ پاس کر دیا۔ لیکن احرار پارٹی اس حلف نامہ پر کسی طرح عمل نہیں کر سکتی تھی اس کے نمائندے فوراً جلسہ سے اٹھ کر ایک دوسری جگہ مجتمع ہوئے اور انہوں نے مسلم بورڈ سے علیحدگی کی قرارداد منظور کر کے اس سے بے تعلقی کا اعلان کر دیا۔

سکرٹری مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کے اس بیان سے ثابت ہو گیا کہ اس بورڈ سے احرار کی علیحدگی کی وجہ مسجد شہید گنج کی بازیابی کی شرط ہے۔ اس بارے میں احراریوں کی مجبوری بھی ظاہر ہے انہوں نے اسی الیکشن کے لئے سکھوں سے اتحاد و تعاون کر لیا ہے اور وہ سکھوں سے وعدہ کر چکے ہیں کہ مسجد شہید گنج کے ایجی ٹیشن میں حصہ نہ لیں گے۔ بلکہ اسے جہاں تک ممکن ہوگا فرو کرائیں گے۔ چنانچہ مسلم بورڈ کے اس جلسے سے قبل جس میں مسجد شہید گنج کی بازیابی کی قسمیں کھائی گئیں۔ مسٹر مظہر علی اظہر سکرٹری مجلس احرار اس مضمون کی دل آزار و دل خراش تقریریں کر چکے تھے۔ کہ مسجد شہید گنج کے مطالبات سے قبل مسلمانوں کو ہندوؤں کے مندر اور سکھوں کے گوردوارے واپس کر دینا چاہیئے۔ تمام اسلامی پریس نے ان کی اس قابل اعتراض روش کے خلاف اظہار نفرت کیا۔ لیکن احراری ارکان سکھوں کی دوستی کی قیمت ادا کرنے پر مجبور رہتے اور اب بھی مجبور ہیں۔ اس لئے وہ نہ مجلس اتحاد ملت میں شرکت کر سکتے ہیں اور نہ مسلم پارلیمنٹری بورڈ میں اس لئے کہ یہ دونوں ہی جماعتوں کا نصب العین اس مسجد شہید گنج کی واگذاری ہے۔ جس کے لئے ایک عرصے سے فرزندان توحید اپنا جانی و مالی نقصان برداشت کر رہے ہیں۔

کیا ایسی نام نہاد احراری پارٹی جس کے ارکان سکرٹری مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کے بیان کے مطابق پُر فریب دغاباز اور خانۂ خدا کی حرمت کو اپنی ذاتی اغراض کے عوض بیچنے والے ہیں اسلامی ہند میں باقی رہنے کی مستحق ہے۔ اور کیا اس کی رہنمائی یا مشورت دور اندیش مسلمان قبول کر سکتے ہیں؟؟ (سرفراز لکھنؤ)

حصہ داران دارالانوار کمیٹی کا قرعہ

جیسا کہ اس سے قبل بذریعہ اخبار الفضل حصہ داران دارالانوار کمیٹی کی خدمت میں یہ عرض کیا جا چکا ہے۔ کہ صدر انجمن کا جو قرعہ نکلا تھا۔ وہ ختم ہو گیا ہے۔ اور اب ماہ ستمبر سے باقاعدہ قرعہ پڑے گا۔ اس ماہ میں ان احباب کا جن کے ذمہ دارالانوار کمیٹی کا کوئی بقایا نہیں تھا۔ قرعہ ڈالا گیا۔ قرعہ میں راجہ علی محمد صاحب لاہور کا نام نکلا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

اس اعلان کے ساتھ میری یہ گذارش ہے کہ وہ حصہ داران دارالانوار کمیٹی جن کے ذمے بقایا ہے۔ اس ماہ کے آخیر تک اپنا تمام بقایا صاف فرما دیں۔ اور آئندہ ماہوار ۲ تاریخ ۱۲ بجے دوپہر تک اپنی قسط کی رقم داخل خزانہ فرماتے رہیں۔ تا ان کا نام بھی قرعہ میں پڑ سکے۔ (سکرٹری دارالانوار کمیٹی قادیان)

خریداران الفضل کو اطلاع

ان احباب کی اطلاع کے لئے جو "الفضل" کے صرف خطبہ نمبر کے خریدار ہیں۔ اعلان کیا جاتا ہے کہ ۲۶ اگست ۳۶ء کے بعد ۱۹ ستمبر ۳۶ء کو ہی خطبہ نمبر شائع ہوا ہے۔ درمیانی عرصہ میں کوئی خطبہ شائع نہیں ہو سکا۔ اسی طرح

ضمیمہ درس القرآن بھی صفحہ ۵۶ کے بعد ابھی تک شائع نہیں ہو سکا۔ احباب اطمینان رکھیں۔ جس دن ضمیمہ درس القرآن کی اشاعت ہوئی اسے پوری احتیاط سے ان کی خدمت میں روانہ کیا جائے گا۔ مینیجر

کلرکوں کی آسامیوں کے لئے مقابلہ کا امتحان

محکمہ اکاؤنٹس نارتھ ویسٹرن ریلوے میں ۲۱-۲۲ دسمبر ۱۹۳۶ء کو مقابلہ کا امتحان ہوگا۔ آسامیوں کی تعداد ۹ موجود ہے۔ جن میں ایک عارضی ٹیمپرری ہوگی۔ سات آسامیاں مسلمانوں کے لئے مخصوص ہوں گی۔ اور ایک آسامی دیگر اقلیتوں کے لئے۔

مضامین امتحان حسب ذیل ہیں۔

(۱) خوشخطی وجواب مضمون انگریزی (۲) حساب (۳) حالات حاضرہ سے واقفیت۔ سوالات متعلق عام معلومات۔ موجودہ واقعات۔ تاریخ اور دور حاضرہ کی اطلاعات جن سے ایک تعلیم یافتہ آدمی سے واقفیت کی توقع رکھی جاسکتی ہے۔

تفصیلی قواعد اور فارم ہائے درخواست۔ چیف اکونٹس آفیسر نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

امتحان میں شمولیت کے امیدواروں کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ پانچ روپیہ بطور فیس ادا کریں۔

امتحان میں داخلہ کے لئے درخواستیں ۱۴ نومبر ۱۹۳۶ء تک پہنچ جانی ضروری ہیں بعد میں آنے والی درخواستوں پر غور نہیں کیا جائے گا۔ بے کار تعلیم یافتہ احباب اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ ناظر امور عامہ قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

هو الناصر۔ هو الشافی

مطب نوازی کی صد مایہ ناز و دیرینہ مجرب ایجاد

"موٹاپا دور"

وہ لوگ جو مہینہ مہینہ بھر صرف اس لئے کہ ہمارا موٹاپا دور ہو جائے خوراک نہیں کھاتے۔ میں ان کے لئے بلا پرہیز۔ بالمرآب حیات ہوں۔ ہر روز ۲ اونس (۱۵ تولہ) وزن کم کرتا ہوں۔ میرے استعمال سے بعد از ولادت بڑھا ہوا پیٹ بھی اصلی حالت پر آجاتا ہے۔ میرا استعمال صحت کو بحال رکھتا ہوا جسم پھرتیلا بناتا ہے۔ مجھے زن و مرد استعمال کر کے بفضل خدا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ میری کم قیمت غرباء اور امراء کے لئے پسندیدہ ہے۔ میں ریل میں بیٹھ کر دور دور کی سیر کرتا ہوں۔ اے خداوند کریم مجھ سے ہر ایک بیمار کو شفا حاصل ہو۔ کہ تو شافی ہے۔ میری قیمت مکمل ایک ماہ کے لئے پانچ روپے محصول ۹ آنے ہے۔ نوٹ مکمل حالات لکھا کریں

پتہ مردانہ :۔ مردانہ مطب نوازی کھرڑ انبالہ

پتہ زنانہ :۔ زنانہ مطب نوازی کھرڑ انبالہ

قادیان میں موقعہ کی دوکانیں قابل فروخت ہیں

اکثر احباب دریافت کرتے رہتے تھے۔ کہ دوکانوں کے لئے کوئی عمدہ زمین قابل فروخت ہو۔ تو ہمیں اطلاع دی جائے۔ اب صدر انجمن احمدیہ قادیان نے بذریعہ ریزولیوشن فیصلہ فرمایا ہے۔ کہ اندرون قصبہ اڈہ خانہ اور ہوزری کی طرف جہاں کم وبیش ۵۰ فٹ کی سڑک کا بہترین عمدہ اور باموقعہ بازار بن رہا ہے۔

اس سڑک پر قطعات ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۵۰، ۵۱ مطابق نقشہ ریتی چھلہ جو ملکیہ و مقبوضہ صدر انجمن احمدیہ ہیں۔ ان قطعات پر دوکانوں کا نقشہ تجویز کر کے نیلام کر دیا جائے۔ چنانچہ ۵۰ فٹ سڑک کے سامنے والی اراضی پر تو دوکانات تجویز کی گئی ہیں۔ اور ان کے عقب والی اراضی پر مکانات ہائش تعمیر کئے جاسکتے ہیں۔ یہ دوکانات بمعہ اس اراضی کے جو مجوزہ دوکانوں کے عقب میں ہوگی ۲۹/۹/۳۶ کو بروز منگل ۳ بجے دن کے منشی محمد الدین صاحب مختار عام صدر انجمن احمدیہ نیلام کریں گے۔ اور رقم نقد وصول کی جائے گی۔ بوقت نیلام جناب ناظر صاحب بیت المال و ناظم جائداد بھی موجود ہوں گے۔ یہ جائداد بہت قیمتی اور بہت عمدہ موقعہ کی ہے۔ خواہشمند اصحاب ٹھیک وقت مقررہ پر پہنچ کر بولی دیں۔

ناظم جائداد صدر انجمن احمدیہ قادیان

مقدمہ "ریتی چھلہ"

بٹالہ ۲۳ ستمبر۔ آج "ریتی چھلہ" کے مقدمہ کی سماعت کی تاریخ پیشی مقرر تھی۔ مختار صدر انجمن عدالت میں حاضر ہوئے۔ مگر مسل چونکہ ہائیکورٹ نے طلب کی ہوئی تھی۔ اس لئے کوئی کارروائی نہ ہوئی۔ اور آئندہ سماعت کے لئے ۹ اکتوبر ۱۹۳۶ء کی تاریخ مقرر ہوئی۔ ناظم جائداد

محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

اولاد کا کسی کو نہ دنیا میں داغ ہو ❊ اس غم سے ہر بشر کو الٰہی فراغ ہو
پھولا پھلا کسی کا نہ برباد باغ ہو ❊ دشمن کا بھی جہاں میں نہ گھر بے چراغ ہو

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہوں یا حمل گر جاتا ہو۔ یا بچے مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ اس کو عوام اٹھرا اور اطباء اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ شاہی حکیم کی مجرب **محافظ اٹھرا گولیاں** اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ آپکی یہ گولیاں ان کے لئے بہت ہی مقبول مجرب اور مشہور ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت۔ توانا۔ تندرست اور اٹھرا کے تمام اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنے۔ شروع حمل سے آخیر رضاعت تک گیارہ تولہ گولیاں خرچ ہوتی ہیں۔ یکمشت منگانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائے گا۔

پتہ:۔ عبدالرحمن کاغانی اینڈ سنز دواخانہ رحمانی قادیان۔ پنجاب

دانت بنوانے اور ان کے علاج کرانے کا پتہ دی پاپولر ڈینٹل ہال (احمدی) نیلا گنبد لاہور

لائل پور میں احرار کی شرارت

۱۸ ستمبر۔ لال حسین اختر نے لائل پور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف اپنی تقریر میں نہایت گندے۔ دل آزار اور اشتعال انگیز الفاظ استعمال کر کے احمدیوں کے جذبات کو سخت مجروح کیا۔ رات کو مسجد فضل میں لال حسین کی تردید کے لئے جماعت احمدیہ نے جلسہ منعقد کیا۔ جس میں مولوی نعمت اللہ صاحب مبلغ نے احرار کی تاریخ پر کسی قدر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں قاضی محمد نذیر صاحب امیر جماعت احمدیہ لائل پور نے لال حسین کے اعتراضات کے جواب دئے۔ قاضی صاحب کی تقریر کے وقت چند احراری شور ڈالنے کی کوشش کرتے رہے۔ شریف مسلمانوں نے ان کی حرکات کو سخت ناپسند کیا۔ اور انہیں اسلامی آداب اختیار کرنے کی تلقین کی۔ قاضی صاحب کی تقریر کے اختتام پر ان کے ہاتھ پر ایک سکھ ہری سنگھ مسلمان ہوا۔ قاضی صاحب نے جب اسے کلمہ شہادت پڑھانا شروع کیا تو احرار پھر شور مچانے اور آوازے کسنے لگ گئے۔ اس نو مسلم کا نام محمد اکبر رکھا گیا۔ بعد ازاں شیخ عبدالرب صاحب نو مسلم تقریر کے لئے کھڑے ہوئے تو ایک احراری نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہایت گندی گالی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی چند احرار نے احمدیوں پر حملہ کر دیا۔ جماعت احمدیہ نے ان شریروں کو حکمت عملی سے منتشر کر دیا اور بعد ازاں نصف گھنٹہ تک جلسہ جاری رہا۔

(نامہ نگار از لائل پور)

دوستوں کے فائدہ کی بات

پھر سہ ماہی رعایت ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء سے ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۶ء تک جو خطوط ڈاک میں پڑینگے انکو یہ سنہری موقعہ ملیگا

حبوب عنبری رجسٹرڈ

یہ گولیاں - عنبر، مشک - موتی - زعفران اور دیگر قیمتی اجزاء سے مرکب ہیں - ان کا استعمال ان لوگوں کے لئے ہے جن کی قوت رجولیت کم ہو چکی ہو - اعصاب سرد پڑ گئے ہوں - دل ٹھنڈا ہو گیا ہو سرور مٹ گیا ہو - چہرہ بے رونق حافظہ کمزور - اعضائے رئیسہ سرد پڑ گئے ہوں - کمزوری کرتا ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - ایسی حالت میں حبوب عنبری کا استعمال بجلی کا اثر دکھاتا ہے - گئی ہوئی قوت واپس آجاتی ہے - حرارت غریزی تیز ہو جاتی ہے - دل میں خوشی و سرور پیدا ہوتا ہے - اعصاب یعنی پٹھے طاقتور ہو جاتے ہیں - اعضائے رئیسہ و شریفہ دل و دماغ طاقتور ہو جاتے ہیں - جسم فربہ اور چست و چالاک ہو جاتا ہے - گویا ضعیفی کی دشمن ہے - جوانی کی محافظ ہے - جائز حاجتمند آرڈر روانہ کریں - حبوب عنبری کے ایک بار کھانے سے چالیس سال تک مقوی ادویات سے چھٹی ہوتی ہے قیمت ایک ماہ کی خوراک - ۳ گولی پندرہ روپیہ رعایتی تیرہ روپیہ المشتہر - نظام جان اینڈ سنز دوا خانہ معین الصحت قادیان

حب اٹھرا رجسٹرڈ

محافظ جنین — استقاط حمل کا مجرب علاج ہے

جن کے بچے پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں - یا حمل گر جاتے ہیں - یا مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں - یا جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں - اور لڑکیاں زندہ رہتی ہیں - لڑکے اول تو کم پیدا ہوتے ہیں - اور پھر معمولی صدمہ سے فوت ہو جاتے ہیں - یا ان بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں - سبز پیلے دست - قے - ہچکی بخار، نمونیہ، سوکھا - بدن پر پھوڑے پھنسی چھالے نکلنا - بدن پر خون کے دھبے پڑنا وغیرہ میں مبتلا رہ کر داعی اجل ہوتے ہیں - ایسے وقت میں والدین پر جو صدمہ گزرتا ہے - خداوند کریم اس سے ہر ایک کو محفوظ رکھے - آمین - اس بیماری کو اٹھرا کہتے ہیں - اس کے لئے حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد قبلہ ام نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ شاہی طبیب سرکار جموں و کشمیر کی مجرب حب اٹھرا رجسٹرڈ حضور کے ارشاد سے خلق خدا کی بہتری کے لئے تیار کرکے اس کا فیض عام کیا ہوا ہے - جو ۱۹۱۰ء سے آج تک جاری ہے - ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں - اب جن گھروں میں اٹھرا کی بیماری نے ڈیرا جمایا ہوا ہے - وہ خدا پر بھروسہ رکھیں - اور حب اٹھرا رجسٹرڈ فوراً استعمال کرادیں - اس کے استعمال سے بفضل خدا بچہ ذہین خوبصورت - تندرست - مضبوط - اٹھرا کے اثر سے محفوظ پیدا ہوتا ہے - اور والدین کے لئے ٹھنڈک قلب اور باعث شکریہ ہوتا ہے - اٹھرا کے مریضوں کو حب اٹھرا رجسٹرڈ کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے - مکمل خوراک گیارہ تولہ یکدم منگوانے پر ۱۰ روپے نصف منگوانے پر ۵ روپے اس سے کم ۱ تولہ قیمت علاوہ محصول ڈاک

المشتہر - حکیم نظام جان اینڈ سنز دوا خانہ معین الصحت قادیان

حب نظامی رجسٹرڈ

یہ گولیاں موتی مشک زعفران کشتہ یشب - عقیق مرجان وغیرہ سے مرکب ہیں پٹھوں کو طاقت دینے میں بے مثل ہیں - حرارت غریزی کے بڑھانے میں بے حد اکسیر ہیں - جس پر انسان کی صحت کا دارومدار ہے - طاقت مردمی کے بڑھانے میں لاجواب ہیں - کمزوری کی دشمن ہیں - طاقت و توانائی کی دوست ہیں - دل و دماغ جگر - سینہ - گردہ مثانہ کو طاقت دیتی اور امساک پیدا کرتی ہیں - قوت باہ کے مایوسوں کے لئے خاص تحفہ ہے قیمت ایک ماہ کی خوراک ۶۰ گولی چھ روپیہ رعایتی چار روپے

تریاق معدہ

یہ ایسا لاجواب مفید ترین پوڈر ہے - جس کے استعمال سے پیٹ کی ہر قسم کی شکائت کافور ہو جاتی ہے

درد شکم اپھارہ - بدہضمی - گڑگڑاہٹ کھٹے ڈکار - متلی - قے - بار بار پاخانہ آنا اور ہیضہ کے لئے تو اکسیر اعظم ہے - آجکل کے موسم کے لئے اس کا ہر گھر میں رہنا اشد ضروری ہے - یہ مندرجہ بالا بیماریوں کا تریاق ہے - قیمت دو اونس کی شیشی ۱۱ر رعایتی ۸ر علاوہ محصول وغیرہ - نظام جان اینڈ سنز

قبض کشا گولیاں

قبض تمام بیماریوں کی ماں ہے - کبھی کبھار کی قبض بھی ناک میں دم کر دیتی ہے - اور دائمی قبض سے تو اللہ تعالیٰ محفوظ و امن میں رکھے - آمین - دائمی قبض سے بواسیر ہو جاتی ہے - حافظہ کمزور نسیان غالب - ضعف بصر - دھند - لگرے - آشوب چشم ہوتا ہے - دل دھڑکتا ہے - ہاتھ پاؤں پھولتے ہیں - کام کو جی نہیں چاہتا - ہاضمہ بگڑ جاتا ہے - معدہ جگر - تلی کمزور ہوتے ہیں - اور کئی قسم کی بیماریاں آن موجود ہوتی ہیں - ہماری تیار کردہ قبض کشا گولیاں مذکورہ بالا بیماریوں کے لئے اکسیر سے بڑھ کر ثابت ہو چکی ہیں - ان کے استعمال سے متلی یا گھبراہٹ قے وغیرہ نہیں ہوتی - رات کو کھا کر سو جائیں صبح کو ایک اجابت کھل کر آتی - اور طبیعت صاف ہو جاتی ہے - ان کا استعمال صحت کا بیمہ ہے قیمت یکصد گولی ۱۲ر رعایتی ۸ر المشتہر - حکیم نظام جان اینڈ سنز دوا خانہ معین الصحت قادیان

مقوی دانت منجن

اگر آپ کے دانت کمزور ہیں - مسوڑوں سے خون یا پیپ آتی ہے - مونہہ سے بدبو آتی ہے - دانت ہلتے ہیں - گوشت خورہ یا پائیوریا کی بیماری ہے - دانت میلے ہیں - جن کی وجہ سے معدہ خراب ہے - ہاضمہ بگڑ گیا ہے - دانتوں میں کیڑا لگ گیا ہے - ان امراض کے لئے ہمارا تیار کردہ مقوی دانت منجن استعمال کرنے سے بفضل خدا تمام شکائت دور ہو جاتی ہے - اور دانت مضبوط ہو کر موتی کی طرح چمکتے ہیں - قیمت دو اونس شیشی ۱۲ر رعایتی ۸ر المشتہر نظام جان اینڈ سنز

تریاق گردہ

درد گردہ ایسی موذی بلا ہے کہ الامان - جس کو ہوتا ہے وہی اس کی تکلیف کو جانتا ہے - اس کا دورہ جب شروع ہوتا ہے - اس وقت انسان اپنی زندگی کا خاتمہ سمجھتا ہے - اس کے لئے ہمارا تیار کردہ تریاق گردہ و مثانہ بے حد اکسیر ثابت ہو چکا ہے - اس کی پہلی خوراک سے آرام شروع ہو جاتا ہے - اس کے استعمال سے بفضل خدا پتھری یا کنکری خواہ گردہ میں ہو - خواہ مثانہ میں خواہ جگر میں سب کو باریک پیس کر بذریعہ پیشاب خارج کرتا ہے - جب وہ کنکر گھر کر باریک ہو جاتا ہے - اور اپنی جگہ سے اکھڑ جاتا ہے - تو بذریعہ پیشاب خارج ہوتا ہوا بیمار کو آگاہ کرجاتا ہے - اس کے بعد بیمار کو درد کی شکائت نہیں ہوتی - قیمت ایک اونس ۱۲ر رعایتی ۸ر المشتہر - نظام جان اینڈ سنز دوا خانہ معین الصحت قادیان

حب مفید النساء

یہ گولیاں عورتوں کی مشکل کشا ہیں - ان کے استعمال سے ایام ماہواری کی بے قاعدگی کم آنا - زیادہ آنا - نلوں کا درد - کمر کا درد - کولہوں کا درد - متلی - قے - چہرہ کی بے رونقی - چہرہ کی چھائیاں - ہاتھ پاؤں کی جلن - اولاد کا نہ ہونا وغیرہ سب امراض دور ہو جاتے ہیں - اور بفضل خدا اولاد کا مونہہ دیکھنا نصیب ہوتا ہے - قیمت ایک ماہ کی خوراک ۱۲ر رعایتی ۸ر

المشتہر - نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

امرتسر ۲۳ ستمبر۔ تازہ ترین سیاسی صورت حالات سے پایا جاتا ہے کہ اینگلو انڈین ایوارڈ کانفرنس کے منعقد کرنے والوں کی ساری سرگرمی ٹھنڈی ہو گئی ہے۔ کانگریس ولسٹ ڈیموکریٹس کی طرف سے امداد کے فقدان کی وجہ سے منتظمین کو کامیابی کی بہت کم توقع ہے۔ اس لئے انہوں نے کانفرنس کے انعقاد کا خیال غیر معین مدت کے لئے ملتوی کر دیا ہے۔

لنڈن ۲۳ ستمبر۔ ہیکونڈا کی تسخیر سے پہلے سرکاری اور باغی افواج کے درمیان شدید جنگ ہوئی۔ باغی طیاروں نے دشمن پر شدید بمباری کی۔ جس سے سرکاری فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ اور تمام صفیں درہم برہم ہو گئیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس جنگ میں سرکاری فوج کے ہزارہا سپاہی کام آئے۔

روما ۲۳ ستمبر۔ سرکاری حلقوں کی رائے ہے کہ جب تک حبش کے نمائندوں کو جمعیتہ اقوام سے قطعی طور پر خارج نہ کر دیا جائے۔ اس وقت تک اٹلی اپنے نمائندے جمعیتہ اقوام میں نہ بھیجے گا۔ حبش کے حق نمائندگی کے مسئلہ کو ہیگ کی عدالت میں پیش کیا گیا ہے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ ہیگ کی عدالت کا فیصلہ معلوم ہونے تک اٹلی لوکارنو کانفرنس میں بھی شریک نہ ہو گا۔

برگوس ۲۳ ستمبر۔ باغی فوج کا ایک اعلان مظہر ہے کہ ہیکونڈا کی تسخیر سے میڈرڈ پر حملہ کرنے کے لئے راہ صاف ہو گئی ہے بیان کیا جاتا ہے کہ ہیکونڈا میں سرکاری فوج نے پریذیڈنٹ ازانا کی زیر قیادت جنگ کی تھی۔

روما ۲۳ ستمبر۔ بارسیلونا میں اطالوی قونصل جنرل موٹر میں جا رہا تھا۔ کہ حامیان حکومت نے موٹر روک کر اس کی تلاشی لی تلاشی کے بعد قونصل جنرل نے حکام ہسپانیہ سے اس کے خلاف سخت احتجاج کیا ہے

مانٹی ویڈو ۲۳ ستمبر۔ میڈرڈ میں حکومت یوراگوے کے نائب قونصل کی تین بہنوں کو پھانسی دیدی گئی۔ اس پر حکومت یوراگوے نے ہسپانیہ سے سیاسی تعلقات منقطع کر لئے ہیں اور میڈرڈ سے اپنے سفیر کو واپس بلا لیا ہے۔

بیت المقدس ۲۳ ستمبر فلسطین میں عربوں کی ہڑتال کے آغاز سے اب تک

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

۲۴۳ عرب گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ ۲۳۴ یہودی پکڑے جا چکے ہیں ۱۶۴۵ عربوں اور ۲۱۸ یہودیوں کو سزائیں دی جا چکی ہیں۔

ٹولیڈو ۲۳ ستمبر۔ القصر پر آج بھی بمباری کی گئی۔ توپخانہ نے گولے برسانے شروع کئے۔ لیکن مینار بدستور

ہمارے لئے یہ امر توجہ طلب ہے کہ ہم سب سے پہلی فرصت میں جبل الطارق اور مالٹا میں پوری قوت قائم کر کے بحیرہ روم میں برطانوی مفاد کو محفوظ کریں۔

شملہ ۲۳ ستمبر۔ ایک سرکاری بیان مظہر ہے کہ ملک معظم نے اعلان کیا ہے کہ آنریبل سر رابرٹ نیل ریڈ رکن ایگزیکٹو

اخبار کے متعلق ضروری اعلان

اگر مقامی حالات نے تقاضا کیا۔ اور کوئی خاص صورت حالات رونما ہوئی۔ تو ہفتہ وار تعطیل ۲۶ ستمبر کو نہ کی جائے گی۔ اور ۲۸ ستمبر کو بھی اخبار شائع کیا جائے گا۔ (مینجر)

موجود ہے سرکاری فوج نے کل قلعہ کے بعض حصوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن آج پسپا ہونے پر مجبور ہو گئی۔ حملہ آوروں نے قلعہ کی دیواروں پر پیٹرول پھینکا اور آگ لگانے والے بم پھینکے۔ دیواروں سے گھنٹوں تک آگ کے شعلے بلند ہوتے رہے

کیوٹا ۲۳ ستمبر۔ ایک بحری جہاز اشتراکی حکومت کی امداد کے لئے سامان حرب لے کر روانہ ہوا۔ لیکن ایک باغی طیارے نے اسے دیکھ لیا۔ جب جہاز کو بمباری کی دھمکی دی گئی۔ تو وہ کیوٹا کی بندرگاہ میں لنگر انداز ہو گیا۔ جہاں تمام ملاحوں کو قید کر لیا گیا۔ باغیوں کے ہاتھ کافی سامان حرب آیا۔

لنڈن ۲۳ ستمبر۔ سر سیموئل ہور فرسٹ لارڈ محکمہ بحر بحیرہ روم کا دورہ ختم کرنے کے بعد لنڈن واپس آ گئے ہیں۔ انہوں نے ایک بیان کے دوران میں کہا کہ بحیرہ روم میں ہم نے کوئی نئی پالیسی اختیار نہیں کی۔ ہمارا ممالک بحیرہ روم سے ملحقہ تمام حکومتوں کے ساتھ امن و آشتی کا رشتہ قائم کرنا ہے اور بحیرہ روم میں برطانوی رسل و رسائل کے ذرائع کی حفاظت کرنا ہے۔

کونسل گورنر بنگال آئندہ آسام کے گورنر ہونگے۔ اور سر جارج کننگھم صوبہ سرحد کے گورنر ہونگے آنریبل مورس ہیلٹ صوبہ بہار کے گورنر ہونگے۔ یہ تقرر اس وقت عمل میں آئیں گے۔ جب آسام سرحد اور بہار کے موجودہ گورنر آئندہ سال کے موسم بہار میں اپنے عہدوں سے سبکدوش ہو جائیں گے۔

گورکھپور ۲۳ ستمبر۔ ضلع گورکھپور کا بہت بڑا حصہ دوبارہ جل تھل ہو گیا ہے ضلع میں مسلسل بارش ہو رہی ہے اس وقت ہزاروں اشخاص بھوکوں مر رہے ہیں۔ عوام اپنے دیہاتوں کو خالی کر کے محفوظ مقامات پر پہنچ رہے ہیں۔

پیرس (بذریعہ ڈاک) ایک فرانسیسی اخبار نے اطلاع شائع کی ہے کہ سردار ریف عبدالکریم نے جزیرہ ری یونین سے جہاں وہ نظر بند ہیں۔ وزیر نوآبادیات فرانس کو چند مطالبات ارسال کئے ہیں۔ جن میں سے سب سے اہم مطالبہ یہ ہے۔ کہ ان کو اقلیم بحر متوسط میں واپس جانے کی اجازت دی جائے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ وزیر مذکور سال رواں کے اختتام کے پہلے انہیں

قید سے رہا کر دیں گے۔

روما ۲۳ ستمبر۔ اٹلی اور جرمن کے مابین ۱۹۳۶ء میں ایک تجارتی معاہدہ ہوا تھا جس کی میعاد ماہ رواں میں ختم ہونے والی تھی۔ لیکن اس معاہدہ کی میعاد میں توسیع کر لی گئی ہے۔ اس تجدید معاہدہ پر تبصرہ کرتے ہوئے اطالوی اخبار لکھ رہے ہیں کہ اس معاہدہ کی توسیع اٹلی کی ان خواہشات کا ایک جزو ہے جو وہ بحیرہ احمر کے مشرقی ساحل پر قائم شدہ حکومتوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات پیدا کر کے حاصل کرنا چاہتا ہے

راولپنڈی ۲۳ ستمبر۔ اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ کہ گوجر خان ہری پور اور ڈیرہ اسمٰعیل خان میں آندھیوں نے قیامت برپا کر رکھی ہے۔ نقصان جان کے علاوہ زبردست نقصان مال بھی ہوا ہے۔

الہ آباد ۲۳ ستمبر۔ اکونٹنٹ جنرل یوپی کے دفتر میں کلرکی کا کام سیکھنے کے لئے تین امیدواروں کی ضرورت تھی جس کے لئے ۲۰۰ امیدواروں نے جن میں سے اکثر امیدوار ایم۔ اے۔ بی۔ اے ایل ایل بی اور بی ایس سی تھے۔ اپنے آپ کو امتحان کے لئے پیش کیا۔ امتحان کے بعد تین اشخاص کو لے لیا گیا۔

بیت المقدس ۲۳ ستمبر فلسطین میں فوج کی تقسیم کے متعلق ایک سرکاری بیان مظہر ہے کہ بیت المقدس میں پیادہ فوج کے دو بریگیڈ متعین کئے جائیں گے۔ اسی طرح یافا۔ ناصرہ حیفا۔ اور نابلس کے علاقوں میں علی الترتیب چار بریگیڈ مقرر کئے جائیں گے۔

سکندر آباد ۲۳ ستمبر۔ ایگزیکٹو کونسل کے صدر کے حکم کے ماتحت نظام گورنمنٹ کے جوڈیشل سکرٹری نے غلامی کی روک تھام کے متعلق ایک بل پیش کیا ہے۔ جس کا مدعا یہ ہے کہ جو شخص غلاموں کی درآمد یا برآمد کرے گا۔ یا ان کی خرید و فروخت کرے گا اسے عمر قید کی سزا یا کم از کم دس سال قید سخت کی سزا دی جائے گی۔

امرتسر ۲۳ ستمبر گیہوں حاضر ۲ روپے ۱۵ آنے نخود حاضر ۲ روپے ۴ آنے ۳ پائی کپاس ۵ روپے ۴ سے ۵ روپے ۸ تک سونا دیسی ۳۴ روپے ۱۲ / ۶ پائی چاندی دیسی

احمد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی